REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO.R.N. 61/57.

REGD. NO. P/GDP-3.

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

شمارہ ۳۰

اِنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ... وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

بدر ہفت روزہ قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۴۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ

The Weekly "BADR" Qadian. 143516

2628
Dr Major Zaheeruddin Khan sb
A.M.C. Commond Hospital
Sec:- 12
U.T. CHANDIGARH- 160012

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۹ ؍ وفا (جولائی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں تازہ ترین اطلاع کے مطابق حضور پُرنور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے محبوب آقا کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

۞ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ صوبہ آندھرا و کرناٹک کی بعض جماعتوں کے دورہ پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر وحضر میں آپ کا حافظ وناصر ہو۔ اور بخیر وعافیت مرکز سلسلہ میں واپس لائے۔ آمین۔

۞ مقامی طور پر جملہ درویشان کرام واحباب جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

۞ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر درویش کو دو روز قبل دل کا تیسرا شدید حملہ ہوا۔ ابھی تک آکسیجن لگی ہوئی ہے۔ ڈاکٹری تشخیص کے مطابق دل کی حالت ابھی تک نارمل نہیں ہوئی گردے بھی ٹھیک طرح کام نہیں کر رہے قارئین سے محترمہ موصوفہ کی کامل وعاجل شفایابی کیلئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

۲۶ ؍ ذیقعدہ ۱۴۰۷ ھ | ۲۳ ؍ وفا ۱۳۶۶ ہش | ۲۳ ؍ جولائی ۱۹۸۷ ء

اور اُس بستی میں پہنچیں جہاں ابھی احمدیت کا پودا نہیں لگا

مخالفتوں سے گھبرانا نہیں۔ یہ روکیں تو عظیم الشان فتح کی خوشخبری دے رہی ہیں

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے تیسرے جلسہ سالانہ کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے پیارے عزیزو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے تیسرے جلسہ سالانہ کی خبر سنکر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ اللہ کرے اس جلسہ کی برکات بہت ہی وسیع ہوں اور ہر کس و ناکس اس سے سیراب ہو۔ آمین۔

الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ میں بیداری کی ایک نئی لہر پیدا ہوئی ہے مالی اعتبار سے بھی بجٹ میں اضافہ ہوا ہے اور تبلیغ میں بھی وسعت پیدا ہوئی ہے اور داعیان الی اللہ باوجود مخالف حالات کے بڑی جرأت، صبر اور حوصلہ کے ساتھ تبلیغ میں مصروف ہیں جس کے شیریں پھل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو رہے ہیں۔ پس آگے بڑھیں اور اُس بستی میں پہنچیں جہاں ابھی احمدیت کا پودا نہیں لگا۔ اپنے ملک اور اس کے دائیں بائیں ہر خطۂ زمین کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منور کردیں۔

مخالفتوں سے گھبرانا نہیں۔ یہ روکیں تو عظیم الشان فتح کی خوشخبری دے رہی ہیں۔ پس ہر مشکل گھڑی میں اپنا قدم آگے بڑھائیں تا نصرت خداوندی آپ کو چومے اور ترقی کا ایک نیا زینہ آپ کو عطا کرے۔

پیارے عزیزو! جب مخالفتیں اور روکیں بڑھ جاتی ہیں تو مومن کا ایسے ابتلائی دور میں ردِّ عمل یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ صبر اور دعا کے ساتھ اللہ کی مدد مانگنے لگتے ہیں اخلاص، قربانی اور تقویٰ پر قدم مارتا اور یار نہاں میں نہاں ہو جایا کرتا ہے۔ جتنی روکیں راہ میں حائل ہوتی جاتی ہیں مومن کی قربانی اخلاص اور تقویٰ کا معیار بھی اتنا ہی بلند ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہی حال صحابہ کرامؓ کا تھا جن کے نمونہ کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کو قائم کیا ہے۔ ان صحابہؓ کا کمال یہ تھا کہ وہ نیکی کی ہر راہ کو اس لئے اختیار کرتے تھے کہ معلوم کس راہ سے قبول کئے جائیں۔

پس آج کا یہ دور ہم سے ان عظیم قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے جنہیں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے جھوم جھوم کر قبول کیا تھا۔ یاد رکھیں قربانیوں کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ اور تزکیۂ نفوس واموال کا موجب ہوا کرتا ہے۔ ایک احمدی کی قربانی کبھی روح تقویٰ سے خالی نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ کوئی ایسا عمل جو تقویٰ سے خالی ہو (باقی صفحہ ۳ پر)

(باقی صفحہ ۳ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ ؍ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش مطابق ۱۹۸۷ء کو منعقد ہوگا!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۸-۱۹-۲۰ ؍ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ احباب دعا کریں کہ جماعت کے لئے جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے جماعت کیلئے مبارک کرے اور اپنے افضال اور برکات نازل فرمائے آمین۔

احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبد الرحیم وعبد الرؤف مالکان حمید شادی مارٹ صالح پور کٹک (اڑیسہ)

مالک صلاح الدین ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۳ر وفا ۱۳۶۶ ہش

رشک اور محرومی کا مِلا جُلا احساس

اول تو دُنیا بھر میں قائم جماعتہائے احمدیہ اپنے حالات اور سہولت کے مطابق مرکزی طریق پر سالانہ جلسوں، اجتماعات اور مجالس شوریٰ و مذاکرات کا شایانِ شان اہتمام کرتی ہیں۔ مگر جب سے لکھو کھا دلوں کی دھڑکنوں میں سمایا ہوا ہمارا محبوب روحانی امام بحالتِ مجبوری اپنے وطن کو خیرباد کہہ کر انگلستان میں فروکش ہوا ہے۔ دُنیا کے گوشے گوشے میں آباد ہر احمدی کے لئے جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ غیر معمولی اہمیت اور کشش کا باعث بن چکا ہے۔ اس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آج کی پُرفریب اور ظاہری چکاچوند سے آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی دنیا میں رہتے ہوئے بھی فرزندانِ احمدیت کی تمام تر توجہات کا نقطۂ مرکزی نقطہ اور نقطۂ وہ مقدس روحانی وجود ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے خلافت کی انتہائی مبارک ردا پہنائی ہے۔ جس کی دلنواز نورانی شخصیت نگاہوں کو ناقابلِ بیان تسکین اور طمانیت بخشتی ہے اور جس کے روح پرور کلمات ذہن و دل کو ایک نئی روشنی اور نئی جِلا عطا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی ایسی کسی جماعتی تقریب کے اہتمام کی خبر آتی ہے جس کی رونق خلیفۂ وقت کی ذات بابرکات سے وابستہ ہو تو ہر مخلص احمدی کا دل اس میں شمولیت کے لئے ماہیٔ بے آب کی مانند بے چین و بے قرار ہو جاتا ہے۔

آج پھر عالم احمدیت میں ہر طرف جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۲۲ویں بابرکت جلسہ سالانہ کی خبر ہے کہ یہ بھی جو گزشتہ تین سالوں کی طرح اس مرتبہ بھی بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ) ۳۱ر جولائی اور ۱ر و ۲ر اگست کی تاریخوں میں منعقد ہو رہا ہے۔ ایک طرف برطانیہ کے مخلص و فدائی احمدی شب و روز ایک کر کے انتہائی انہماک اور محنت و جانفشانی کے ساتھ جلسہ سالانہ کے ضروری انتظامات اور آنے والے مہمانانِ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُرخلوص و پُرتپاک استقبال کی تیاریوں میں ہمہ تن مصروف ہیں تو دوسری طرف دُنیا کے گوشے گوشے سے خوش بخت و خوش نصیب ابراہیمی طیور اپنے دلوں میں محبوب آقا کی زیارت و ملاقات کا شوقِ فراواں لئے سرزمین برطانیہ کی جانب مائل پرواز ہیں۔ مگر ان سب خوش بختوں کے پہلو بہ پہلو کتنے ہی سینہ چاک ایسے بھی ہیں جو اپنی مجبوریوں اور محرومیوں کا جانگسل احساس لئے شدید کرب و اضطراب میں مبتلا ہیں۔ ان کی نگاہیں بھی اپنے جان و دل سے محبوب آقا کی زیارت و ملاقات کے لئے مدت سے ترس رہی ہیں، اُن کے کان بھی خلیفۂ وقت کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے روح پرور کلمات سننے کیلئے ایک عرصہ سے بے چین و بے قرار ہیں اور اُن کے دل و ذہن بھی امام عالی مقام کی پُرلطف صحبتوں سے فیضیاب ہونے کے لئے مرغِ بسمل بنے ہوئے ہیں۔ مگر وائے حسرت! کچھ ناقابلِ عبور حالات نے اُن کے راستے روک رکھے ہیں حالات کی ناسازگاری اور وسائل کی کمیابی نے اُن کے پیروں میں ایسی آہنی بیڑیاں ڈال رکھی ہیں جن کا توڑنا اُن کے بس میں نہیں۔ انہیں جہاں اپنے اُن بھائیوں اور بہنوں کی خوش بختی و خوش نصیبی پر رشک ہے جنہیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سعادت عظمیٰ میسر آرہی ہے وہاں اُن کی روح کو اپنی مہجوری اور محرومی کا جانگداز احساس بھی رہ رہ کر کچوکے دے رہا ہے۔ مگر بیک وقت رشک اور محرومی کے اس مِلے جُلے احساس سے دوچار ہوتے ہوئے بھی اُن کے ہونٹوں پر فقط ایک ہی دُعا ہے کہ:۔

"اے کوئے محبوب کی طرف جانے والو خوش بختو! اللہ تعالیٰ ہر گام پر تمہاری حفاظت کرے، وہ تمہارے اس للّٰہی سفر کو ہر جہت سے کامیاب اور بابرکت بنائے اور پیارے آقا کی زیارت و ملاقات اور روح پرور کلمات سے بہرہ ور ہو کر تم بخیر و عافیت، و بایں و مرام اپنے اپنے مستقر پر واپس آؤ۔ آمین اللّٰھم آمین۔

(خورشید احمد انور)

نشانِ صداقت

۵ر مئی ۱۹۰۶ء کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو الہام ہوا

"پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن" (تذکرہ صفحہ ۵۵۴)

"فرمایا۔ ثلج کا لفظ عربی ہے۔ اس کے ایک تو یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے۔ اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے۔ اور بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے۔ اسی کو عربی میں ثلج کہتے ہیں"

"ان معنوں کی بنا پر اس پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر آفتیں نازل کریگا اور برف اور اس کے لوازم سے شدتِ سردی اور کثرتِ بارش ظہور میں آئیگی"۔

سن ۱۹۰۶ء سے اب تک یہ نشانِ صداقت وقفہ وقفہ سے ظاہر ہوتا رہا ہے ۱۹۸۳ء میں یہ نشان پوری آب و تاب کے ساتھ کشمیر میں ظاہر ہوا۔ جس کے بارے میں خاکسار کی نظم ہفت روزہ بدر کے ۱۴ر اپریل ۱۹۸۳ء کے پرچہ میں شائع ہوئی۔ ۱۹۸۶ء میں سارا موسم بہار بارش کی کثرت رہی جو چاول کی فصل میوہ جات اور مکانات کے لئے نقصان کا باعث ہوئی آخر پر چاول کی تیار فصل پر شدید ژالہ باری ہوئی جس سے دھان کے بھرے ہوئے سنہری کھیت کَعَصْفٍ مَّاکُوْلٍ یعنی چورہ چورہ شدہ گھاس کی طرح ہو گئے۔ اور مالکان و کسان ہاتھ ملتے رہ گئے۔ سالِ رواں میں بھی موسم سرما میں غیر معمولی طور پر وقفہ وقفہ سے شدید برف باری ہوئی۔ درخت ٹوٹے، مکانات گرے، کئی کئی دن آمد و رفت کا سلسلہ معطل رہا اور ربیع کی فصل بالکل تباہ ہو گئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ عذاب الٰہی ہے لیکن ان کو یہ کہنے والا کوئی نہیں ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا کی آیت نظروں سے اوجھل ہے۔

یاد رہے کہ وادی کشمیر میں ماہ فروری کے آخر اور ماہ مارچ کے شروع میں بہار کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ ہوا کی خنکی دور ہو جاتی ہے۔ نرگس کے پھول کھلتے ہیں۔ درختوں میں کونپل پھوٹ نکلتی ہے۔ اور موسم عموماً خوشگوار ہو جاتا ہے۔ دیہات اور شہروں میں زندگی کی نئی لہر دوڑنے لگتی ہے سرسبز خوشنما وادیوں میں چہل پہل شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سال یہ حالت نہیں رہی۔ لہٰذا بدر کے احمدی قارئین سے درخواست ہے کہ براہ کرم دعا کریں کہ خدا تعالیٰ تمام بنی نوع انسان خصوصاً اہل کشمیر کو صداقت قبول کرنے کی توفیق بخشے اور ان ابتلاؤں، مصائب اور آفات سے خاص اپنے فضل سے اور رحم فرما کر بچائے اس عظیم الشان نشان صداقت کے متعلق ایک تازہ نظم ہدیۂ قارئین ہے:۔

ذرے ذرے میں عیاں ہیں تیری قدرت کے نشاں — ماہ اور خورشید میں ہیں تیرے جلوے ضوفشاں
بلبلِ شیریں نوا بھی گیت گاتی ہے ترے — ہر چمن میں ہے الٰہی تیرا ہی حسن عیاں
یہ تخیل لے گیا شاعر کو اُس گلستان میں — پھول برساتی ہے جس میں بے زبانوں کی زباں
گل یہ سرگوشی میں کہتا تھا کلی سے شاد باد؟ — آ گئی فصلِ بہاراں چل دیا ظالم خزاں
غرقِ وحشت میں کلی نے سر اٹھا کر عرض کی — دیکھئے وہ ابرِ ظلمت اور طوفاں کا سماں
بادو باراں کی جلو میں برق باری کا جلوس — جس سے خائف ہیں عنادل اور حزیں ہیں باغباں
گفتگو جاری تھی اُن کی برف نے جم کر کہا — بندہ ہوں میں مجھکو ہے فرمانِ شاہِ لامکاں
موسمِ گل میں یہاں پھر برف باری ہو گئی — وادیوں میں لوٹ کر آیا ہے گویا زمستاں
برف سے پھر ڈھک گئے ہیں ہر طرف کوہ و دمن — چادرِ براق میں ملبوس ہیں سب کہستاں
"پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن" — جس طرح فرما گئے ہیں مہدیٔ آخر زماں
اس سے ثابت ہو گیا صدقِ محمد مصطفیٰ — خوب ظاہر ہو گئی پھر قادرِ مطلق کی شاں
مُحییِ دینِ محمدؐ، قیّمِ شرعِ متین — مہدیٔ والا گہر ہیں، احمدِ صاحب قراں
کون کہتا ہے در وحیِ الٰہی بند ہے — کون کرتا ہے خدا کی شان میں ایسا گماں
کیا صفاتِ ذاتِ باری میں تعطل ہے روا؟ — پُرخطا ایسا تخیل بے سند ایسا بیاں
جب بھی چاہے اپنے محبوبوں سے کرتا ہے کلام — اپنے پیاروں کو بتاتا ہے ہمیشہ راز داں
گر نہ ہو وحیِ الٰہی کا ہمیشہ ہی نزول — خشک ہو بستانِ ایماں بھسم ہوں سب گلستاں
سنت اللہ ہے نہیں دیتا وہ لوگوں کو عذاب — جب تلک بھیجے نہ دنیا میں رسول مہرباں
اس پہ شاہد ہے کلام اللہ اور قولِ رسولؐ — بھر گواہ ہر آن اس پر ہے زمین و آسماں

مہدیٔ موعود پر دائم خدا کی رحمتیں!
جس پہ ظاہر اُس نے فرمائے ہیں اسرارِ نہاں
جس کی بعثت سے ہوا ہے زندہ روحانی جہاں

خطبۂ جمعہ

پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کا سلسلہ بدستور جاری ہے

اور

افرادِ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی ہمت اور استقلال کیساتھ ان مظالم کے سامنے سینہ سپر ہیں

اُن کو دعاؤں میں یاد رکھنا اور اُن کے ذکر کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۹ر احسان (جون) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل لندن

مرتبہ :- مکرم عبد الحمید غازی صاحب ۱۶ - گریسن ہال روڈ لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے فرمایا :-

کچھ عرصہ سے میں نے اپنے خطبات میں، پاکستان میں ہونے والے احمدیت پر مظالم کا ذکر نہیں کیا۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ جن لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے، چونکہ وہ ذکر بڑے دردناک ہوتے ہیں اس لئے بعض دفعہ آواز سے یا طرزِ کلام سے بیان کرنے والے کا دکھ بھی عیاں ہو جاتا ہے۔ اور جن کے متعلق بات کی جاتی ہے وہ اُس سے بھی زیادہ تکلیف محسوس کرتے ہیں اور مجھے خطوط کے ذریعے متعدد بار اس ذکر سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یا تو اس ضبط کے ساتھ بات کیا کریں کہ تمہارے دل کا اثر باہر نہ آسکے یا جب بھی تم جذبات سے مغلوب ہوتے ہو تو ہمیں اتنی تکلیف پہنچتی ہے کہ جس تکلیف کا آپ ذکر کرتے ہیں وہ تکلیف اُس کے سامنے ہیچ ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگرچہ جماعت کو دوسرے ذرائع سے باقاعدہ مطلع رکھا جا رہا ہے اور تمام دنیا کی جماعتیں باقاعدہ صورتِ حال سے باخبر ہیں لیکن خطبات میں میں نے اس لئے عملاً ذکر سے پرہیز کیا۔ لیکن رات ایک رویاء دیکھی جس کا اس مضمون سے تعلق ہے، اُسی رویا کی وجہ سے میں نے سمجھا کہ مجھے کسی خطبے میں اس ذکر کو چھیڑنا چاہیئے۔ اس کا ذکر میں انشاء اللہ خطبے کے آخر میں کروں گا۔

جہاں تک

پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کی داستان

ہے یہ اُسی طرح جاری ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں۔ بعض لحاظ سے بعض علاقوں میں شدت میں کچھ کمی ہے۔ لیکن بعض دوسرے علاقوں میں پہلے سے بہت زیادہ شدت ہے اور مرکزی حکومت منصوبے کے تحت، مسلسل، اس ظلم کو جاری رکھنے کی باقاعدہ ہدایات دے رہی ہے۔ مرکزی حکومت کی طرف سے ہر صوبے کو جو چٹھیاں پہنچتی ہیں، اُن کی نقول جماعت تک بھی پہنچتی ہیں اور میرے پاس موجود ہیں۔ کوئی بھی ایسا مہینہ نہیں گذرتا جس میں باقاعدہ دستخطوں کے ساتھ مہر لگی ہوئی ہدایت جاری نہ ہوئی ہو۔ کہ تم جماعت احمدیہ کے خلاف کارروائیاں کرنے میں سُست پڑ گئے ہو۔ اور فلاں فلاں معاملات میں نہایت سختی سے کارروائیاں کی جائیں۔ یہ تحریریں تو ثبوت ہیں لیکن اکثر باتیں تحریر میں نہیں لائی جاتیں۔ آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ زبانی یا ٹیلی فون کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے خلاف کارروائیاں کرنے کے بارے میں تلقین کی جاتی ہوگی۔ وہ کس نوعیت اور کس شدت کی ہوگی جو زہر تحریر میں گھولا جاتا ہے اُس سے بہت زیادہ شدت کا زہر الفاظ میں گھولا جاتا ہے یہ ایک طبعی امر ہے ۔۔۔۔ کیونکہ تحریر کے وقت انسان کچھ محتاط ہو جاتا ہے۔ اس لئے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُن زبانی ہدایات میں کیا کچھ نہ ہوتا ہوگا۔ چنانچہ ابھی حال ہی میں جب حالیہ واقعات کے بارے میں جماعت نے بعض افسران سے رابطہ کیا تو ان افسران نے بھی اگرچہ وہ اس بات کی تحریر نہیں دے سکتے، زبانی کھل کر بات کی کہ وہ بالکل بے اختیار ہیں۔ "ہمیں مرکز سے براہ راست ہدایتیں ملتی ہیں اور اس کا صوبے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ ظلم ہے بے حیائی ہے۔ اس میں انسانی شرافت کا کوئی پاس نہیں رکھا جاتا لیکن آپ ہمیں کمزور کہیں، بزدل کہیں مگر ہم اپنی نوکریوں کی وجہ سے مجبور ہیں۔ اگر ہم تعاون نہیں کریں گے تو ہماری ترقی کے راستے بند کر دیئے جائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔" ابھی کچھ عرصہ پہلے انگلستان کے بعض دوستوں نے پاکستان کا دورہ کیا۔ اُن کے تعلقات کا دائرہ وہاں بڑا وسیع ہے۔ وہ جب چوٹی کے افسروں سے ملے تو انہوں نے خود اس بات کا ذکر کیا چنانچہ

جو اطلاعات ہمیں نچلی سطح پر ملتی ہیں

ان کی تصدیق بہت بلند سطح کے افسروں سے بھی ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ وہ بالکل بے اختیار ہیں اور انہیں مسلسل باقاعدہ یاددہانی کرائی جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ معین ہدایت دی جاتی ہے۔ چنانچہ ڈی۔ آئی۔ جی (D.I.G) فیصل آباد ریجن کی طرف سے یہ جو تحریری ہدایت جاری ہوئی کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ اور جماعت کے دیگر تمام چوٹی کے لیڈروں کے خلاف پرچہ درج کرو۔ یہ تحریری ہدایت ہمارے پاس موجود ہے۔ گویا اس سطح پر تو یہ تحریری ہدایات دینے پر مجبور ہو چکے ہیں یعنی یہ وہ باتیں ہیں جن کے متعلق ایک تھانیدار، ایک سپاہی کو ہدایت دینے پر آمادہ نہیں ہوتا کہ کلمہ یا بسم اللہ لکھنے کے خلاف پرچہ درج کرو۔ بلکہ جہاں تک سپاہیوں کا تعلق ہے اُن میں ایمانی غیرت زیادہ ہے۔ اور حیرت کی بات ہے کہ افسروں کا یہ حال ہو چکا ہے اور ہر سطح کے افسروں کا یہ حال ہو گیا ہے۔ لیکن ایک جگہ کی پولیس کے متعلق ابھی زیادہ خبریں موصول ہوئی ہیں کہ انہوں نے کلمہ مٹانے سے صاف انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ اگر کلمہ مٹانا ہے تو آپ مٹاؤ یا چوہڑوں کو لے کر جاؤ، ہم یہ کام نہیں کر سکتے۔ ہم مسلمان ہیں اور یہ کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمیں گویا کلمہ مٹانے کی نوکری ملی ہے۔ ہم کلمے ہرگز نہیں مٹائیں گے خواہ ہمیں

"جو تمہیں مدد دیتے ہیں آخر وہ خدا کی مدد دیکھیں گے"
(تبلیغ رسالت جلد ۸ صفحہ ۶۶)

پیشکش :- گلوب رببر مینوفیکچرس ۷ب رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون :- 27-0441
گرام :- "GLOBEXPORT"

نوکری سے برخواست کر دو۔

پاکستانی پولیس میں شروع سے ہی نماز پڑھنے کی روایت چلی آرہی ہے تقسیم ہند سے پہلے بھی نماز پڑھنے کا معیار بہت اونچا ہوا کرتا تھا۔ اور سب تھانوں میں باقاعدہ نماز پڑھی جاتی تھی۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی ہو کہ اپنی کچھ دوسری زیادتیوں کے لئے معافی مانگنا مقصود ہوتا ہے۔ غرض وجہ کوئی بھی ہو۔ نماز پڑھنے کی ایک روایت چلی آرہی ہے اور شاید یہ اسی کی برکت ہے کہ نچلی سطح کا پولیس کا سپاہی بہت زیادہ شرافت دکھا رہا ہے اور اپنی نوکری کو خطرے میں ڈالکر بھی، احمدیوں پر مظالم کرنے سے خود باز رہتا ہے بلکہ اپنے افسروں کو بھی ظلم کرنے سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن اوپر کی سطح پہ ایسے واقعات صرف شاذ کے طور پر ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ

اس ظلم کے اتنا لمبا عرصہ تک جاری رہنے کی وجہ

کیا ہے۔

جہاں تک میں نے تجزیہ کیا ہے اس کی بنیادی وجہ تو حکومت کی کمزوری اور یہ احساسِ کمتری جو دن بدن زیادہ شدت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے کہ ہم غاصب ہیں اور ہم نے حکومت پر قبضہ کیا ہوا ہے جبکہ عوام ہمیں نہیں چاہتے۔ عوام الناس کی بھاری اکثریت ہمیں رد کر چکی ہے۔ جس نام سے بھی ہم حکومت کرنا چاہیں یہ کھلی حقیقت ہے اور ملک جانتا ہے کہ ہم بیوجہ ناجائز طور پر حکومت پر قابض ہیں۔ اس احساسِ کمتری کی وجہ سے وہ دو طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک وہ طبقہ ہے جو سمجھتا ہے کہ علماء کو خرید کر اور علماء کا ہیرو بن کر، بار بار احمدیت پر مظالم توڑے جائیں تو عوام الناس کی توجہ اُن مظالم کی طرف ہو گی۔ اور بہت سا ایسا طبقہ جو اسلام سے کچھ محبت رکھتا ہے یہ سمجھے گا کہ اور کچھ نہیں تو کم سے کم یہ اسلام کے ہیرو تو ضرور ہیں۔ اسلام سے محبت تو ضرور ہے اور اُس کا صرف ایک ہی ثبوت ہے کہ احمدیت کی دشمنی کی جا رہی ہے۔ اور دشمنی کے اظہار میں کلمے مٹائے جا رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلے کے دیگر بزرگوں کو انتہائی غلیظ گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور ہر جائز بات پر احمدیوں پر پابندی اور ہر ناجائز بات پر احمدیت کے دشمنوں کو آزادی اور انگیخت اور گالیاں دلوانے کے لئے زکوٰۃ فنڈ سے پیسے دیئے جاتے ہیں۔ یہ اسلام سے محبت کا اظہار اور اسلام کی خدمت کا تصور ہے جو حکومت کے بعض بدنصیب چوٹی کے افسروں کے ذہنوں میں نقش ہے۔ اور اس کے مطابق وہ سمجھتے ہیں، اور شاید ایک حد تک درست بھی سمجھتے ہیں کہ نچلی سطح پر ملک کا ایک ایسا طبقہ ضرور ہے جو ان چیزوں کو اسلامی خدمت سمجھتا ہے۔ اس لئے ہم ان کے دل جیت سکتے ہیں۔ اُن میں سے چند ایسے بھی ہیں جو ازلی بد نصیب ہیں جو ابتداء سے آخر تک اسی کام پر مامور ہیں کہ

دوستی کے نام پر نور کی اور سچائی کے نام پر حق کی دشمنی

کریں۔ ایسے لوگوں کو تو تبدیل کیا بھی نہیں جا سکتا۔ لیکن میں ان کو چھوڑ کر دوسرے طبقے کی بات کر رہا ہوں جن کے پیشِ نظر مصلحتیں ہیں۔ اعلیٰ افسران کا ایک بڑا طبقہ خواہ سیاسی ہوں یا دوسرے، ایسا ہے جو مذہبی ہیرو بننا نہیں چاہتا اُن میں بہت سے ایسے ہیں جنہیں مذہب سے بھی کوئی دلچسپی نہیں لیکن وہ سیاسی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اگر موجودہ حالات میں جبکہ ایک طرف مولویوں کو کھلی چھٹی دی جا چکی ہے اور علماء جانتے ہیں کہ انتہائی اعلیٰ سطح پر اُن کے براہِ راست رابطے ہیں اگر ہم نے ان کو اس وقت دبانے کی کوشش کی تو اوپر سے بھی مار پڑے گی اور نیچے سے بھی مار پڑے گی۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ مصلحت کا تقاضا ہے کہ بالکل خاموش رہیں۔ اُن میں بعض بہت شریف لوگ بھی ہیں جن کا جماعت سے پرانا دیرینہ تعلق چلا آرہا ہے۔ کچھ بالکل لامذہب ہیں جن کو کوئی پرواہ نہیں کہ مذہب ہوتا کیا ہے لیکن اس موقعہ پر مصلحتاً وہ خاموشی کو بہتر سمجھتے ہیں۔ اور جب اُن کی وساطت سے احکام جاری ہوتے ہیں تو اُن میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ وہ اُن احکامات کو روک دیں۔ یا افسرانِ بالا کو سمجھائیں یا ماتحت لوگوں کو کہیں کہ ہم یہ احکامات مجبوراً جاری تو کر رہے ہیں لیکن ان کو سنجیدگی سے نہ لو۔ یہ ہیں وہ سارے حالات جو ان مظالم کو لمبا عرصہ تک جاری رکھنے میں ایک طرح ممد ہیں اور اُن کے ذمہ دار ہیں۔

جہاں تک مولویوں کے طبقے کا تعلق ہے میں اُن کے متعلق اس وقت تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اس کے بہت سے محرکات اور اسباب ہیں بیرونی اور اندرونی، یعنی بیرونِ ممالک سے تعلق رکھنے والے بھی اور اندرونِ پاکستان سے بھی جن کے نتیجے میں

علماء کے بعض طبقے

ہیں جو مسلسل اس کام پر مامور ہو چکے ہیں اور پھر اُن میں بھی بعض ایسے بددیانت ہیں جن کا پیسہ کھاتے ہیں۔ اُن کے خلاف بھی ہو جاتے ہیں۔ جن کی رستی پر ناچتے ہیں، پھر اُن کے خلاف بھی ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ انہی لوگوں میں سے ایک علماء کے طبقے کو، صدرِ مملکت نے بہت شہ دے کر اور سینے سے لگا کر، احمدیت کی مخالفت پر مامور کئے رکھا، اب وہ اسی صدرِ مملکت جنرل ضیاء الحق کو اتنی غلیظ گالیاں دے رہے ہیں کہ نا قابلِ برداشت ہیں۔ اور سخت بیہودہ اور ذلیل الزام لگا رہے ہیں۔ ہماری ان سے کوئی دوستی نہیں ہے۔ لیکن ہم شریف النفس لوگ ہیں ہمیں سچائی کی عزت ہے اور جانتے ہیں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے ..... مثلاً کھلے بندوں بعض جگہ بڑے بڑے پبلک جلسوں میں یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ گوجرانوالہ میں جس شخص نے ایک تازہ دفن شدہ مردہ لڑکی کی نعش کو نکالکر اُس سے اپنی شہوت کو بجھانے کی کوشش کی، اور انتہائی خبیث اور گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا، وہ صدر ضیاء الحق صاحب کا رشتے دار ہے!

ہم جانتے ہیں کہ یہ جھوٹے اور ظالم لوگ ہیں۔ یہ لوگ احمدیت پر بھی اسی قسم کے الزام لگایا کرتے تھے۔ بالکل بیوجہ اور بے حق۔ کسی کا کوئی حق نہیں کہ بلاوجہ اور ناحق ایسے الزام لگائے۔ یہ تو حکومت کا کام ہے کہ تحقیق کرے اور اگر حکومت کے افسران ملوث ہوں تو دوسرے آدمی کو بھی بغیر تحقیق کے اس قسم کی بات کا حق ہی کوئی نہیں۔ لیکن وہی جھوٹے جو ہمارے خلاف مامور کئے گئے تھے اب خود اُن کے خلاف مامور ہو چکے ہیں۔ اور یہ تو ایک مثال ہے۔ ایسی ایسی مغلظات دین کے نام پر، مسجدوں کے منبروں پر کھڑے ہوئے، بولی جا رہی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ لوگوں کو اندازہ ہی نہیں رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والوں سے کچھ اور توقعات کی جاتی ہیں۔ مساجد اس کام کے لئے نہیں بنائی گئی تھیں۔ مگر جب اوپر کا معیار ہی گرا ہوا ہو تو نیچے کی سطح کے معیار کا گرنا تو پھر قدرتی بات ہے۔

مذہبی معیار کی گراوٹ

کا وہی حال ہو چکا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ ایک شخص پیر صاحب کے پاس گیا جو چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ شخص سامنے والی چارپائی پر بیٹھ گیا اس پر پیر صاحب نے بڑی ناراضگی کا اظہار کیا اور اُن کے ساتھیوں نے اُسے مارا بھی کہ تم بڑے ذلیل آدمی ہو۔ پیر صاحب کے مقابل پر اونچا بیٹھنے والے تم ہوتے کون ہو؟ اُس نے کہا کہ میں غریب آدمی ایک دوسری چارپائی پر بیٹھا ہوں، سرہانے کی بجائے پائینتی کی طرف بیٹھ جاتا ہوں اگر اس میں حرج کیا ہے؟ انہوں نے اُسے خوب اچھی طرح مارا کہ تم بے ادب ہو اور تمہیں پتہ ہی نہیں کہ پیر صاحب کے مقابل پر ہرگز نہیں بیٹھا کرتے خیر، بات آئی گئی ہو گئی۔ مگر جب وہ دوسری مرتبہ آیا تو دیکھا کہ پیر صاحب زمین پر فرش بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے کہا کہ کدال چاہیئے۔ اور کدال لیکر سامنے جگہ کھودنی شروع کر دی پیر صاحب کے ساتھیوں نے کہا کہ کیا پاگل ہو گئے ہو جو زمین کھودنی شروع کر دی ہے! اُس نے جواب دیا کہ میں گڑھا کھود کر نیچے بیٹھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ پچھلی دفعہ جو میری درگت ہوئی تھی، اب میں آپ کو دوبارہ اس کا موقعہ نہیں دینا چاہتا۔ میں اب پیر کے مقابل پر اُس کی سطح پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اس لئے اگر وہ زمین پر بیٹھا ہے تو مجھے گڑھا کھود کر نیچے اترنا پڑے گا۔

جہاں تک مذہبی تصورات کا معیار ہے اور آج

پاکستان میں اسلام کا تصور

پایا جاتا ہے اُس کا اب یہ حال ہو چکا ہے جہاں بلند تر تصور رکھنے والا زمین کی سطح پر اُترا ہوا ہو وہاں بیچارے عوام الناس تو پھر گویا کھود کر زمین سے نیچے اُتر گئے۔ اس لئے اُن کی یہ رائے بعض لوگوں کے بارے میں درست ہے جتنی بیہودہ حرکتیں اسلام کے نام پر کی جائیں گی اتنا ہی زیادہ بیہودہ حرکتیں کرنے والا اسلام کا ہیرو سمجھا جائے گا۔

لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ سلسلہ اب اور اگر یہ چل چکا ہے یہ جماعت کے خلاف بھی جاری ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے خلاف بھی ..... جو ہاتھ نکل چکے ہیں۔ جو زبانیں بے ادب ہو گئی ہیں، جن لوگوں کو جھوٹ بولنے کی عادت پڑ چکی ہے اور وہ جانتے ہیں کہ جھوٹے الزام لگانے کے نتیجے میں کوئی سرزنش نہیں کی جاتی ..... اُن کو اب روکا تو نہیں جا سکتا۔ جیسا کہ کہتے ہیں کہ ؎

اب یہ حکایت عام ہوئی ہے سنتا جا شرماتا جا

وہی کیفیت ہے۔ حرف شرماتا جا کے لفظ زیادہ ہیں کیونکہ یہاں اب "شرماتا جا" کا کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ اگر ادنیٰ سی شرم اور حیا بھی ہو تو کوئی اپنے ملک اپنے وطن پر یہ ظلم نہیں کر سکتا کہ اس قسم کی بیحیائی کو ترویج دے اور اُن کی حوصلہ افزائی کرے کہ سارے ملک کے اخلاق کا دیوالیہ پٹ جائے۔ اور کوئی ادنیٰ سا احساس بھی نہ ہو کہ میں نے ملک کو کس حالت میں پایا تھا اور اب کس حالت تک پہنچا چکا ہوں۔ لیکن جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے، جماعت کے خلاف اُن کے مظالم جاری ہیں مگر جماعت کو بزدل اور کمزور بنانے کی بجائے اُسے بہت زیادہ جرأت بخشتے جا رہے ہیں اور حوصلہ دے رہے ہیں۔ بعض لوگ بعض جگہ تھک بھی چکے ہوں گے۔ لیکن جب اُن سے بات کی جاتی ہے انہیں حوصلہ اور دلاسا دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی جلد سنبھل جاتے ہیں اور حوصلہ پکڑ جاتے ہیں۔

اور میرے رویا میں وہی مضمون ہے جس کا میں آئندہ ذکر کروں گا۔

لیکن اکثر تو یہ حالت ہے کہ جن دُکھ کا تذکرہ کریں وہ اُسی تذکرے پر اور بھی دُکھ محسوس کرتے ہیں۔ یہ

احمدیت کی سچائی کی ایک عظیم الشان دلیل

ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ دنیا کی لیڈر شپ میں اس قسم کی محبت اور ایثار کی کوئی مثال آپ کو دکھائی نہیں دے گی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب ایک صحابی کو جو غالباً اُن ستر صحابہ میں سے ایک تھے جو ایک وفد کے طور پر بھجوائے گئے تھے شہید کیا جانے لگا تو ایک شخص نے مجمع میں، اُن کی شہادت سے پہلے اُن سے پوچھا کہ تم مجھے اب یہ بتاؤ کہ اب تو تمہارا دل ضرور چاہتا ہو گا کہ اس وقت اس جگہ تمہاری بجائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتے اور تم ان کی جگہ آرام سے مدینے میں بیٹھے ہوتے۔ اُس نے جواب دیا کہ تم یہ کیا بات کر رہے ہو؟ خدا کی قسم میرا دل تو یہ بھی نہیں چاہ سکتا، میں تو یہ بھی تصور نہیں کر سکتا کہ تم یہاں میری جان بخشی کر دو اور اس کے بدلے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مدینے کی گلیوں میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔ میں تو اس سودے کے لئے بھی تیار نہیں۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والی کسی قوم میں، خلوص ہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہو اور آپ کی تربیت کے نیچے ہو اُس قوم میں تو ایسے واقعات رونما ہو سکتے ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں ہی کا عشق ہے۔ اُن کے سوا یہ عشق آپ کو دنیا میں کہیں اور دکھائی نہیں دے سکتا اور دوسرے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

تو پاکستان کے ان حالات میں کثرت کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے اُس خُلق کو دوبارہ زندہ کر دینا، اور ماضی کے قصوں کو آسمان سے حال میں اُتار لینا یہ توفیق، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلاموں کے سوا اور کسی کو مل ہی نہیں سکتی۔ پس یہ ہمیں جتنا ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ کر دور پھینکنے کی کوشش کرتے ہیں

اتنا ہی زیادہ، جماعت اور تیزی کے ساتھ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی طرف لپکتی اور آپؐ سے چمٹ رہی ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جماعت احمدیہ کی محبت کو مٹا نہیں سکتی اور جماعت کے تعلق کو کاٹ نہیں سکتی۔ ہر ایسی کوشش کے نتیجے میں ایک ردّ عمل پیدا ہوتا ہے اور جماعت اور بھی زیادہ اپنے آقا و مولیٰ کے قدموں میں قریب تر ہوتی چلی جاتی ہے یہ ہے وہ صورت حال، اور جو بد نما کریہہ المنظر

اسلام کے نام پر ہونے والے واقعات

ہیں، اُن کا ذکر بھی سُن لیجئے۔

ابھی چند دن پہلے علی پور چٹھہ میں پولیس کی معیت اور حفاظت میں چند ملاؤں اور اُن کے شاگردوں کا ایک ٹولہ مسجد احمدیہ پر حملہ آور ہوا۔ پولیس اُن کی نگران تھی کہ کہیں کوئی احمدی اپنے دفاع میں، ان کو کوئی ضرب نہ لگا دے انہوں نے مربی صاحب اور مسجد کا سارا سامان اور قرآن کریم اور ایسی کتابیں جن میں قرآنی آیات اور احادیث درج تھیں، باہر نکال پھینکیں اور انتہائی ہتک آمیز رویہ اختیار کیا کہ اس کی تفصیل بیان کرنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اور بالآخر اس سارے سامان کو کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کی طرح اکٹھا کر کے آگ لگا دی یہ ہے اُن کی اسلام سے محبت اور عشق کا مظاہرہ اور کسی کو یہ خیال نہیں آتا کہ یہ اسلام نہیں ہے۔ اور بدبختی کا یہ حال ہے کہ اتنا ظلم کر کر کے اور اتنی بار بار ایسی بیہودہ حرکتیں کر کر کے عوام کے مزاج کو مسخ کر دیا ہے۔ وہ بیچارے سچ سچ سمجھتے ہیں کہ ایسی حرکتیں کرنے کے بعد ہم جنت میں جانے کے لائق ہو جائیں گے۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ اس زمانے میں تو ایسے لوگ پیدا نہیں ہو سکے لیکن چودہ سو سال کے بعد نعوذ باللہ، خدا تعالیٰ آپؐ کو ایسے غلام عطا کرے گا جو مسجدوں پر حملے کریں گے۔ قرآن کریم کی بے حرمتی کریں گے اور انہیں جلائیں گے۔ لوگوں کے مال لوٹیں گے اور عوام الناس پر، بچوں پر، عورتوں پر، ظلم کریں گے۔ جب ایسے لوگ پیدا ہوں گے تو اسلام کامیاب ہو گا۔

یہ ہے وہ تصور جو آج یہ لوگ اسلام کی طرف منسوب کر رہے ہیں ان کے اپنے جو دماغ بگڑ گئے اور مسخ ہو گئے اگر یہ اس حد تک بات رہتے دیتے تو اور بات تھی۔

علماء کھلے بندوں یہ تقریریں

بھی کر رہے ہیں اور تمام دنیا میں تحریریں لکھ کر شائع بھی کر رہے ہیں کہ یہی اسلام ہے۔ اسی کے نتیجے میں جنت کی ضمانت دی جائے گی اور بعض بدنصیب تو یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ جتنا تم ان باتوں میں زیادہ آگے بڑھو گے اتنا ہی زیادہ جنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے اور تمہارے استقبال کے لئے نعوذ باللہ من ذالک تشریف لائیں گے تو کوئی بھی اعلیٰ قدر ایسی نہیں جس کے زندہ رہنے کے امکان باقی چھوڑے جا رہے ہوں۔ ہر تصور مسخ کر دیا گیا ہے، ہر عمل بگاڑ دیا گیا ہے۔ (آگے مسلسل صفحہ ۔۔ پر)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عاجز کی بیٹی کو لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت "توصیف احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم نور الدین صاحب عجب بشیر مرحوم تیاپور کا پوتا ہے۔

قارئین سے بچے کے نیک صالح خادم دین بننے اور بلندی اقبال کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نومولود کے والد عزیز شریف احمد عجب بشیر نے اس خوشی میں مبلغ ۲/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔

خاکسار اکبر علی چھاونی نادے علی بیگ حیدر آباد

اب مردان ہی سے دوبارہ اطلاع ملی ہے کہ وہ مسجد جسے شہید کر دیا گیا تھا اُس کے سامان کو آگ نہیں لگائی گئی بلکہ لوٹ لیا گیا۔ گویا مردان والوں نے یہ زیادہ عقلمندی کا مظاہرہ کیا ہے کہ اگر مال پلید تھا تو نیک لوگوں کے استعمال میں آنے سے پاک ہو جائے گا۔ اُسے جلانے کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے صرف قرآن کریم کے نسخوں کو پھینکا مگر پنکھوں، قالینوں وغیرہ قابلِ استعمال اشیاء اُٹھا کر لے گئے۔ اس واقعے سے ایک دن پہلے تمام احمدیوں کو بلا استثناء جس میں فوج کے بڑے بڑے افسران بھی شامل تھے، قید کر کے تھانے پہنچا دیا گیا تاکہ وہ اپنا دفاع کر کے امن عامہ کے لئے خطرے کا موجب نہ بن جائیں۔ اور اُن لوگوں پر خصوصاً مقدمے دائر کئے گئے جو کسی رنگ میں بھی صاحب اثر لوگ تھے۔ مثلاً قاضی محمد اکبر صاحب جو سابق جج ہیں۔ اُن کے بھائی کرنل اکبر مرحوم بھی بڑے مخلص اور فدائی احمدی اور فوج میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ بنگال میں جب جنرل اعظم خان گورنر تھے، اُس وقت کرنل اکبر عملاً اُن کے سیکنڈ ان کمانڈ ہوا کرتے تھے۔ جنرل اعظم اُن کی بہت عزت اور اُن پر بہت اعتماد کیا کرتے تھے اس خاندان کا مردان میں بڑا اثر اور مقام و مرتبہ ہے اور وہاں کے معزز ترین خاندانوں میں شمار ہوتا ہے۔ اور اہلِ مردان ان کے خلاف کسی قسم کی کاروائی کرنے یا انہیں میلی آنکھ سے دیکھنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو تکلیف دینے کے لئے ملّاں لوگ باہر سے آئے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اہل مردان اپنی پرانی روایات کے تابع ملّاں کے اشتعال دلانے کے باوجود ایسی بیہودہ حرکتوں سے باز رہتے ہیں۔ چنانچہ ابھی بھی جب وہ اُس مقدمے میں جو جھوٹا مقدمہ اُن پر مسجد کے انہدام کے بعد بنایا گیا تھا۔ پیشی دے کر واپس آرہے تھے۔ تو رستے میں اُن کی کار روک کر اُن پر حملہ کیا گیا اور اُن کو اور اُن کے بھتیجے کو شدید زخمی کیا گیا اور چونکہ اُن پر حملہ کر کے انہیں زخمی کیا گیا اور اس سے امن عامہ میں خلل آنے کا خدشہ تھا اس لئے ساتھ ہی انہیں دوبارہ قید کر لیا گیا۔ اور کوشش کے باوجود ضمانت بھی نہیں کی گئی۔

تو جس ملک میں انصاف کا یہ تصور ہو اور انسانی عقل اور تقویٰ کا یہ معیار ہو۔ ساتھ ہی وہ ملک یہ دعویٰ کرے کہ ہم اسلام کی خدمت کرنے والی عظیم الشان حکومت ہیں اور اس سے پہلے اسلام کی ایسی شاندار خدمت کرنے والے لوگ نہیں آئے تھے۔ ایسا دجل، ایسا جھوٹ اور کھلا کھلا فساد ہے۔ جسے ملک کے اندر رہنے والے بہت سے لوگ سمجھ چکے ہیں مگر کچھ کر نہیں سکتے۔

جہاں تک بیرونی دُنیا کا تعلق ہے

کیونکہ جھوٹ کے لئے زبانیں کھل چکی ہیں اس لئے کھلم کھلا صاف انکار کر دیتے ہیں کہ ایسی کوئی بات ہوئی ہی نہیں۔ ابھی حال ہی میں ٹیں نے زیورچ (سوئٹزرلینڈ) کی پریس کانفرنس میں بیان دیا۔ رائٹرز نیوز ایجنسی کے نمائندے وغیرہ نے کوئی ڈیڑھ دو گھنٹے مجھ سے بحث کی اور جب وہ پوری طرح مطمئن ہو گئے تو اس کے بعد اُنہوں نے پوری دُنیا میں بہت اچھی خبر مشتہر کی۔ سوئٹزرلینڈ اور باہر کے بڑے بڑے اخبارات نے اُسے شائع کیا کہ پاکستان میں ہو کیا رہا ہے۔ اُس کے متعلق پاکستان کے سفیر کا بیان آیا کہ بالکل جھوٹ ہے۔ ایسی کوئی بات ہی نہیں ہے اور پاکستان میں امن ہے، خصوصاً احمدیوں کے معاملے میں کہ نہ ان کے جلسوں پر کوئی پابندی ہے نہ اُن کی مساجد میں دخل اندازی اور نہ اُن پر کوئی ظلم۔ پتہ نہیں مرزا صاحب باہر بیٹھے ہوئے کیا بیان دیتے رہتے ہیں لیکن ہمارے ملک میں تو یہ نہیں ہو رہا۔ بالکل صاف انکار کر دیا۔ حالانکہ ان کی کتابیں، تحریریں اور حکومت کے بیانات سب چھپے ہوئے موجود ہیں اور پریس کانفرنس میں دکھائے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی حیران ہوتے ہوں گے کہ یہ کس قسم کا ملک ہے۔ جھوٹ بولتے ہوئے کوئی شرم نہیں آتی۔ اور ابھی حال ہی میں اتنی مسجدیں منہدم کرنے، اور انہیں لوٹنے کے باوجود اور ہزاروں احمدیوں کو کلمے یا مسجدوں کی حفاظت کے جرم میں جیلوں میں بھجوانے کے باوجود

وزیر مذہبی اُمور پاکستان کا ایک بیان

شائع ہوا ہے اور لندن کے روزنامہ جنگ میں بھی چھپا ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں جو ایک خاص خوبی ہے وہ یہ ہے کہ ہم اقلیتوں کا بہت ہی خیال رکھتے ہیں اور یہ ایسی اصولی بات ہے کہ ہم اس سے قطعی طور پر ہٹ ہی نہیں سکتے۔ اور سب سے بڑھ کر اُن کی عبادت گاہوں کا جتنا احترام ہم کرتے ہیں اتنا کوئی اور دُنیا میں نہیں کرتا۔ اور ہم نے اُن کی عبادت گاہوں کی دیکھ بھال اور مرمت وغیرہ کے لئے خاص فنڈز رکھے ہوئے ہیں۔ لگتا ہے کہ غالباً وہ یہ فنڈز بھی بچا رہے ہیں کیونکہ بہت ساری مسجدوں کی مرمتیں ہونے والی ہیں۔ مسجدوں کی مسجدیں انہوں نے مسمار کر کے رکھ دی ہوئی ہیں، لہٰذا اتنے تھوڑے سے فنڈز سے تو اُن کی مرمتوں کا کام نہیں ہوگا۔ تو اُن فنڈز کی کیا شکل ہے؟ کس غرض کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ اور استعمال ہوتے ہیں اور کہاں رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جسے ہم بڑی شان کے ساتھ بیان کر سکتے ہیں۔ اور یہ قدر ہمیں اسلام نے عطا فرمائی ہے۔ دراصل وہ مذہبی اُمور کے وزیر، اسلامی قدروں کے محافظ جو ٹھہرے! کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں تو اقلیتوں کو اور خاص طور پر اُن کے معابد کو بہت ہی احترام کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ خبر آئی ہے کہ اُسی منہدم شدہ مسجد کے کیس میں ملوث کئے بیچارے لوگوں پر جن پر پہلے بھی ظلم کیا گیا تھا۔ اُن پر مزید ظلم کیا جاتا ہے اور اُن کو زخمی کرنے کے بعد شدید گرمی میں، اندھیری کوٹھڑیوں میں مقید کیا گیا۔ جہاں کوئی پنکھا نہیں اور گرمی سے بچنے کا کوئی انتظام نہیں۔ وہاں ہوا تک نہیں آتی۔ اور ضمانتیں نامنظور کی جا رہی ہیں۔

یہ ہے موجودہ حکومت کی اسلام دوستی یا انسان دوستی۔ اور جن کو یہ لوگ اقلیت سمجھتے ہیں، اس طرح اُن کے حقوق کی حفاظت کر رہے ہیں۔ یا پھر دوسری شکل یہ ہوگی کہ اُنہوں نے ہمیں اقلیت قرار دینے سے توبہ کر لی ہوگی۔ مگر ہمیں ابھی تک بتایا نہیں۔ یعنی اقلیتوں سے، ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں سے تو یہی سلوک کرتے ہونگے لیکن دل میں جانتے ہیں کہ احمدی اقلیت نہیں اور وہ ہیں مسلمان ہیں، اس لئے مسلمان، مسلمانوں سے جو چاہے کرے۔ اُس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اسلام صرف اقلیتوں پر ظلم کرنے سے باز رکھتا ہے۔ شاید اُن کے دل کی یہی آواز ہو جس کے نتیجے میں اُن کے دل میں یہ دوغلا پن پیدا ہو گیا ہے۔

مگر بہرحال جو بھی شکل ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے

جماعت احمدیہ

بڑی ہمت اور استقلال کے ساتھ، شدید مظالم کے سامنے سینہ سپر ہے اور ہرگز کسی قسم کے ظلم اور استبداد سے دبنے والی جماعت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے، ہر پہلو سے ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اور اگر کچھ لوگ کہیں جماعت سے مرتد ہوئے ہیں تو جب بھی تحقیق کروائی گئی تو وہ وہی لوگ نکلے جو بعض جرائم کے نتیجے میں، اس سے پہلے ہی جماعت سے علیحدہ کئے جا چکے تھے۔ یا اُن کے دلوں میں پہلے ہی بددیانتی اور نفاق تھا اور چندوں کے ڈر سے یا اور کئی قسم کی ذمہ داریوں کے ڈر سے، وہ پہلے ہی جماعت سے کٹ کر علیحدہ ہو چکے تھے۔ کچھ ایسے تھے جن میں نشے کی، چوری کی یا نئیں دین میں خرابی کی گندی عادتیں تھیں تو عجیب بات ہے کہ ان کے نزدیک جو بھی نیک لوگ، جماعت سے توبہ کر کے مرتد ہو کر اسلام میں داخل ہوتے ہیں وہ کیریکٹر کے لحاظ سے جماعت احمدیہ کی ادنیٰ ترین سطح سے بھی تعلق نہیں رکھ سکتے

اور آخر خود ہی کٹ کر پہلے ہی الگ ہو چکے تھے۔ اور اُس پر پھر ایسا فخر کیا جاتا ہے کہ اخباروں میں چھپنے والی خبروں کے بموجب اُن کے لئے دیگیں پکائی گئیں، اُن کو ہار پہنائے گئے۔ مٹھائیاں تقسیم ہوئیں۔ اُن کے گلے لگے۔ ہمیں ہنسی آتی ہے کہ تم ایک جیسے ہو۔ آپس میں ملتے رہو۔ ہمیں کیا فرق پڑتا ہے؟ شرم چاہیئے۔ کس قسم کے لوگ تم لے رہے ہو جن پر فخر کر رہے ہو۔ اس دَور میں جو ہم تم سے لے رہے ہیں اُن کو بھی تو دیکھو۔ کیسا نور ہے اُن کے چہروں پر۔ کتنی عظمت ہے۔ گلوں میں ہار ڈلوانے کے لئے نہیں، مٹھائیاں تقسیم کرانے کے لئے نہیں بلکہ وہ ماریں کھانے کے لئے حق کو قبول کر رہے ہیں۔ اور

شدید ذلتیں برداشت کرنے کے باوجود حق پر ثابت قدم

ہیں۔ یہ ہیں وہ وجود جو لینے کے لائق ہوتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جب کسی جگہ داخل ہوں تو اُن کے داخل ہونے سے عزتوں میں اضافہ ہوا کرتا ہے۔ جو اس لائق ہوتے ہیں جن کے استقبال کئے جائیں۔ لیکن ہمیشہ، ان کے استقبال دنیاوی شاہانہ طریقوں پر نہیں ہوتے بلکہ یہ معزز لوگ اس طرح ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ ہجرت کر کے گئے کہ اُن کے پیچھے، اُنہیں ذلیل کرنے والے لوگ غول در غول اُن کے پیچھے لگے رہے، اُنہیں گالیاں دیتے رہے، اور اُنہیں پتھر مارتے رہے۔ اور ہونا بھی یہی چاہیئے کیونکہ دُنیا میں سب سے معزز وجود نبی اللہ کا ہوا کرتا ہے اور سب سے ظالمانہ استقبال بھی اُسی کا ہوتا ہے۔ نبی کے آنے پر دیگیں نہیں چڑھائی جایا کرتیں اور مٹھائیاں نہیں تقسیم کی جاتیں۔ نبی قوم کا ادنیٰ نہیں بلکہ سب سے اعلیٰ وجود ہوتا ہے نبوت ملنے سے پہلے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نظریں تم پر لگی ہوئی تھیں اور ہماری اُمیدیں تم سے وابستہ تھیں۔ تم نے کیا کر دیا۔ اُن کے دل کی آواز بتاتی ہے کہ اُن میں سے بہترین ہے جو اُن کو چھوڑ کر خدا کی خاطر کسی اور طرف ہجرت کر گیا ہے۔

چنانچہ اُس واقعہ کے بعد نبی کی تمثیل میں، اُس کی پیروی میں، جو بھی آتے ہیں ایسے ہی آتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں ہوا کرتا کہ قوم کا وہ حصہ جو اخلاقی لحاظ سے ادنیٰ ترین ہو، جو رفتہ رفتہ خود ہی بے تعلق ہو کر اس لئے پیچھے ہٹ گیا ہو کہ اُس میں اخلاقی ضابطوں کی پابندی کی طاقت نہ ہو۔ وہ سمجھتا ہو کہ اگر اس جماعت سے وابستہ رہیں گے تو ہم سے بلندتر اخلاق کی توقعات کی جائیں گی۔ اس لئے وہ جماعت کا چور بن گیا ہو۔ وہ جماعت سے الگ ہو جائے تو اُس پر خوشیوں کے شادیانے بجائے جائیں۔

یہ کیسی عقل ہے؟ کیسا دین ہے؟

کہاں پہلے کبھی انبیاء کے زمانے میں ایسے واقعات ہوئے؟

لیکن یہی ان کا ماحصل ہے۔ ساری کوششوں کے بعد اگر چند گنتی کے آدمی اُنہوں نے پکڑے اور جن کی تشہیر کی گئی تو ایسے ہی نکلے۔ اور ہر اشتہار میں جھوٹ شامل رہا۔ اکثر اعلانات اُن لوگوں کے متعلق تھے جو غیر احمدی ہوئے ہی نہیں۔ اُن کے نام زبردستی داخل کر دیئے گئے۔ اُدھر اعلان ہوتا تھا اور اِدھر وہ دوڑے دوڑے ربوہ آتے تھے کہ یہ بالکل جھوٹ اور اندھیر ہے ہم تو خدا کے فضل سے مخلص احمدی ہیں۔ ہم سے جو چاہے سلوک کریں، ہم تو احمدیت سے ہٹ ہی نہیں سکتے۔

تو یہ ہے سارا تماشہ جو وہاں رچایا جا رہا ہے۔ اور جس کے نتیجے میں یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیت کو مٹا دیں گے۔ مگر ان کے بس کی بات کہاں ہے احمدیت کو مٹانا۔ ان کے آباؤ اجداد جو ان سے کہیں زیادہ طاقتور مذہبی لیڈر تھے۔ وہ زمین پر ناکیں رگڑتے رگڑتے اس دُنیا سے کوچ کر گئے۔ اور احمدیت کا بال بھی بیکا نہ کر سکے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ، احمدیت ہر مخالفت کے دَور سے پہلے سے زیادہ بڑھی اور زیادہ کامیاب ہو کر نکلی ہے۔ اس لئے نہیں کہ ہم طاقتور ہیں بلکہ اس لئے کہ

ہمارا خدا طاقتور ہے۔

وہ ہماری پشت پر کھڑا ہے۔ دُنیا کی کوئی طاقت نہیں جو جماعت احمدیہ کو مٹا سکے۔ اور یہ سبق اگر یہ آج نہیں سمجھیں گے تو کل اُنہیں ضرور سمجھنا پڑے گا۔ لیکن ہر گذرنے والا دن اور آ کر چلی جانے والی ہر رات، جماعت کو پہلے سے زیادہ بہتر حال میں چھوڑ جاتی ہے۔ اور بدلتے ہوئے حالات زیادہ نور عطا کر جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے، جماعت کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور جماعت کے تقویٰ میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اور جماعت کی قوت اور رعب میں بھی اضافہ ہو رہا ہے غرضیکہ ہر پہلو سے جماعت آگے ہی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور ابھی تو یہاں کے بندھن ہیں اور ملک کے بہت سے لوگ کمزور ہیں۔ بندھنوں سے آزاد بیرونی دُنیا میں، خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت کی ترقی کی رفتار بہت ہی زیادہ ہو گئی ہے۔

بہر حال ان لوگوں کا ذکر خیر کبھی کبھار ہوتے رہنا چاہیئے۔ اس سے ان کو بھی حوصلہ ہوگا اور انہیں یاد رہے گا کہ ساری جماعت ہمیں یاد رکھتی ہے۔ یہ ساری دُنیا میں جماعت کی عزت، وقار اور سر بلندی کا موجب ہیں۔ اس لئے ہمیں لازماً ان کو ہمیشہ یاد رکھنا ہوگا۔ اور بڑی محبت بڑے ادب اور احترام کے ساتھ یاد رکھنا ہوگا۔ ہمیں ان کو دعاؤں کے ذریعے تقویت دینی ہوگی۔ کیونکہ حقیقت میں ساری طاقتیں آسمان ہی سے آتی ہیں۔

رات کو جو مَیں نے رویا دیکھا

اور جس کے نتیجے میں مجھے محسوس ہوا کہ اللہ تعالےٰ پسند فرماتا ہے کہ اس ذکر کو پھر چھیڑا جائے۔ وہ یہ تھا کہ کمرے میں کچھ ایسے اسیرانِ راہ مولیٰ اور دیگر دُکھ اُٹھانے والے دکھائے گئے جن میں سے بعض کے چہروں پر تھوڑی سی تھکاوٹ کے کچھ آثار تھے۔ کچھ پژمردگی سی تھی۔ اور کچھ ایسے تھے جو بڑی ہمت سے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اُن پر کچھ اثر دکھائی نہ دیتا تھا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جسے مَیں معیّن طور پر پہچان سکتا۔ یعنی جتنے بھی عزیز اور پیارے اس وقت قید ہیں اُن میں سے کوئی بھی معیّن آدمی سامنے نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے خدا تعالےٰ ایک عمومی تصویر دکھانی چاہتا تھا کہ یہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ اُن میں سے بعض جو کچھ پژمردہ سے دکھائی دیتے تھے۔ جن کے چہروں پر معمولی سے غم کے سائے تھے اُن کی خاطر مَیں نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم آپ کے لئے وہ سب کچھ کر رہے ہیں جو انسان کے بس میں ہے۔ کوئی خانہ نہیں ہے جو ہم نے خالی چھوڑا ہو۔ اسباب کا کوئی ایسا امکانی ذریعہ نہیں ہے جس کی ہم نے شدت کے ساتھ پیروی نہ کی ہو۔ اور تلاش کر کے اُن راہوں پر نہ چلے ہوں جن سے آپ کو کسی قسم کی بھی مدد مل سکتی ہو۔ لیکن ہم نے محض زمینی ذرائع ہی اختیار نہیں کئے یا کر رہے ہیں بلکہ ہم نے آسمان کی طرف بھی متوجہ ہیں۔ اور یہ کہتے کہتے مَیں دیکھتا ہوں کہ اُن پژمردہ سے دکھائی دینے والے چہروں پر بشاشت پھیل جاتی ہے اور ایک عجیب عزم ظاہر ہوتا ہے۔ لگتا ہے کہ اُن کی حالت کی کیفیت بھی بدل گئی ہے۔ اُن کے چہروں سے ایک نیا ولولہ ٹپکنے لگتا ہے۔ چنانچہ میں اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتا ہوں کہ آسمان میں بھی جتنے کونے ہیں، مَیں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ

ہم اُن سب کونوں تک پہنچیں گے

اور جن تک نہیں بھی پہنچ سکے اُن تک بھی پہنچیں گے۔ اور آپ کو

کبھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے اور آپ سے کبھی بے وفائی نہیں کریں گے۔ ہم ہر آسمانی کونے تک جائیں گے اور جو کچھ ہمارے بس میں ہے ہم آپ کے لئے کوشش کریں گے۔ میں جب آسمان کے کونے کہتا ہوں تو میری مراد چار کونوں سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ نقشہ ہے کہ آسمان پر بہت سے مخفی خانے ہیں۔ کونے ان معنوں میں کہ نظر سے اوجھل ہیں۔ اور اُن میں ہمارے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے منفعتیں ہیں اور مصلحتیں ہیں۔ تو مراد یہ ہے کہ ہم اُن کی بھی تلاش کریں یا اُن تک بھی پہنچیں گے۔ اور کسی حالت میں بھی ہم اس جہاد کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔

یہ کہنے کے بعد مجھے اچانک خیال آتا ہے کہ یہ کہیں گے کہ زمین تک تو تم پہنچ سکتے ہو۔ ہم مان لیتے ہیں کہ تم نے ہر کوشش کی ہوگی۔ لیکن آسمان کی بلندیوں پر کس طرح جاؤ گے؟ اور کس طرح ہمارے لئے آسمان کے ہر کونے میں منفعتوں کی تلاش کرو گے۔ یہ سوال اُٹھتے ہی میرے ذہن میں جواب آتا ہے اور میں اُن کو بتانے لگتا ہوں کہ اُس کے بعد رفتہ رفتہ وہ خواب غائب ہو جاتی ہے اور خواب مکمل ہو جاتی ہے۔ دو باتیں جو میرے ذہن میں آتی ہیں جو میں اُن کو پوری طرح بتا نہیں سکا کیونکہ خواب مکمل ہو گئی۔ وہ یہ تھیں۔ کہ ہم اس دُنیا میں بھی جو کوشش کرتے ہیں وہ پوری کہاں کر سکتے ہیں؟ اور اُن کوششوں کی حیثیت کیا ہے؟

امر واقعہ یہ ہے

کہ اُن کوششوں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ صرف ہمارا اخلاص دیکھتا ہے۔ ہماری نیتیں جانچتا ہے۔ یہ معلوم کر لیتا ہے کہ ہم کمزوروں کی طاقت میں جو کچھ بھی تھا ہم نے وہ سب کچھ صرف کر دیا۔ پھر یہ خدا کی طاقت ہے جو دُنیا کے سارے ذرائع کو ہمارے حق میں حرکت میں لے آتی ہے۔ اور گویا ہم نے ہر امکان کی چھان بین کر لی اور ہر امکان سے استفادے کی کوشش کر لی۔ جب میں اُن کو یہ کہنا چاہتا ہوں تو مراد یہ نہیں تھی کہ ہم نے واقعۃً ہر ذریعے سے تمہاری مدد کی ہے۔ مراد یہ ہے کہ جتنی ہم میں طاقت تھی وہ ہم نے صرف کر دی لیکن خدا نے اسے قبول کیا ہے۔ اور اُسی نے اب سارے ذرائع کو متحرک کرنا ہے۔ اسی طرح آسمان کا معاملہ ہے۔ ہم تو جتنی ہماری پہنچ ہے اُس کے مطابق ہی کریں گے لیکن جب میں وعدہ کرتا ہوں کہ سب کونوں تک پہنچیں گے تو مراد یہ ہے کہ ہمارا خدا ہمیں سب کونوں تک پہنچائے گا اور ہر کونے میں مخفی مصلحتوں کو بروئے کار لائے گا اور متحرک فرما دے گا۔

یہ ہے وہ مضمون جو میں اُن کو سمجھانا چاہ رہا ہوں خواب میں۔ مجھ پر تو پوری طرح واضح ہو گیا لیکن اُس کے بعد معلوم ہوتا ہے وہ خواب ختم ہو گئی۔ لیکن

دوسرا پہلو

بھی مجھ پر واضح ہے۔ وہ یہ تھا کہ ایک لمحے کے اندر خدا تعالیٰ یہ دونوں باتیں مجھے سمجھاتا ہے۔ ہم مرنے کے بعد جو لافانی اجر پاتے ہیں۔ اس میں بظاہر کوئی انصاف نہیں پایا جاتا۔ ہماری زندگی مختصر تھی۔ ہمارے نیک کوششیں بالکل معمولی اور حقیر۔ اور جب ہم مر جاتے ہیں تو اجر لافانی ہو جاتا ہے یہ کیوں؟ اس کو لافانی نہیں ہونا چاہیئے۔ اس اجر کو کچھ عرصے کے بعد جب ہماری کوششوں کا پھل پورا ہو جائے اور ہماری کمائی کا صلہ ہمیں مل جائے رُک جانا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ یہ بھی وہی بات ہے۔ وہی فلسفہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ اگر تم ہمیشہ کے لئے زندہ رکھے جاؤ۔ تو تب بھی وہ نیک اعمال اُس تکمیل کے مافوق نہیں بجا لا سکتے جو اُس حد تک میری رضا کا موجب بن جائیں کہ میں تمہیں لافانی اجر دوں۔ کیونکہ جہاں کبھی تمہارا اجر کاٹوں گا۔ وہیں تمہاری کوشش فانی ہو جائے گی اور محدود ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد کا زمانہ پھر لافانی ہے۔ اس لئے فانی کو لافانی سے کوئی نسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر لافانی اجر کے لئے لافانی محنت درکار ہو تو پھر اجر کا دَور آ ہی نہیں سکتا۔ اور اگر فانی اجر کے ذریعے خدا نے لافانی دینا ہی ہے تو پھر لمبی تکلیف کیوں دے؟ پھر وہ تھوڑی سی آزمائش میں ڈالتا ہے اور اس کے بعد لافانی اجر کا سلسلہ شروع فرما دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ مضمون میرے دل میں ڈالا کہ میں اُن کو تسلی دوں کہ ان معنوں میں ہماری پہنچ آسمان کے ہر کونے تک ہوگی۔ کہ ہم چھوٹی سی بھی چھلانگ لگائیں گے تو خدا اُس کی پہنچ کو آسمان کی بلندیوں رفعتوں تک ممتاز فرما دے گا۔ اور چند کونوں کی بھی تلاش کریں گے تو سب کونوں تک ہماری کوشش کا اثر پہنچ جائے گا۔

پس چونکہ یہ پیغام بہت اہم تھا اور میں سمجھتا تھا کہ

جب بھی اللہ تعالیٰ فضل لے کر آئے گا

جماعت پر اسی طرح فضل لے کے آئے گا۔ خواب میں یہ حصّہ جو مجھے بتایا گیا ہے یہ دراصل صرف اُن کے لئے نہیں بلکہ ساری جماعت کو بتانے والا تھا۔ اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس ذکر سے پاکستان میں تکلیف اُٹھانے والوں کو نئے حوصلے ملیں گے۔ اُن کو اللہ تعالیٰ پر نیا توکل پیدا ہوگا۔ اور اُن کے ایمان میں جو خدا کے فضل سے پہلے ہی مضبوط ہیں اور بھی زیادہ مضبوطی پیدا ہو گی۔ بہرحال اُن کو دُعاؤں میں یاد رکھنا ہمارا فرض ہے۔ اُن کے ذکر کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ اپنی محفلوں میں بھی اپنے دیگر مشاغل میں بھی اُن کو ذکر کے ذریعے بھی زندہ رکھیں اور دُعاؤں کے ذریعے بھی اُن کی مدد کرتے رہیں۔ کیونکہ وہ ہم سب کا فرضِ کفایہ ادا کر رہے ہیں اور ہم سب کا بوجھ اُٹھانے والے لوگ ہیں۔ اللہ اُن کی نصرت فرمائے اور اُن کی مشکلات کو جلد تر آسان فرما دے۔ آمین

خطبہ ثانیہ:

آج نمازِ جمعہ کے ساتھ نماز عصر بھی جمع ہو گی کیونکہ موسم کافی زیادہ خراب ہے اور جو لوگ دُور دراز سے آئے ہیں وہ شاید جلدی گھروں کو واپس جانا چاہیں۔ دوسرا اعلان یہ ہے کہ نمازِ عصر کے معًا بعد

بعض مرحومین کی نماز جنازہ غائب

ادا کی جائے گی۔

ان میں سیٹھ محمد اعظم صاحب مرحوم کی اہلیہ عزیزہ بیگم صاحبہ ہیں جن کو ہم بڑی بھابھی کہا کرتے تھے۔ بہت ہی محبت کرنے والی اور مخلص خاتون تھیں۔ میری والدہ کے ساتھ ان کا بہت تعلق تھا۔ اس لئے عملاً ہم اِن کو خالہ کے طور پر ہی سمجھا کرتے تھے لیکن بچپن سے بڑی بھابھی کہنے کی عادت تھی۔ بڑی حوصلہ مند خاتون تھیں۔ آخری عمر میں بڑے شدید صدمے برداشت کئے لیکن حیرت انگیز صبر کا مظاہرہ کیا۔ اسی طرح ہمارے مبلّغ سلسلہ تنزانیہ عبد الغدیر صاحب نیاض کی بیگم بڑی لمبی تکلیف دہ بیماری کے بعد وفات پا گئی ہیں۔ ان کا نام امۃ الباسط بیگم صاحبہ تھا۔ پھر مشرقی بنگال کے بہت پُرانے خاندان چوہدری ابوالہاشم صاحب کا خاندان ہے میں بھی صدمہ پہنچا ہے۔ ابو القاسم الغر صاحب مرحوم نائب امیر صوبائی تھے۔ اُن کی بیگم صاحبہ کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔ یہ جنرل انور (ریٹائرڈ) کی والدہ تھیں۔

نظام الدین صاحب جو محمد امتیاز خالد صاحب مربی سلسلہ کالرو (؟) کے والد تھے غرضیکہ یہ کُل ۴ جنازے غائب ہیں خطبہ سے پہلے ان سب کے ناموں کا اعلان ہو چکا ہے۔ ان سب کی نمازِ جنازہ غائب عصر کی نماز کے معًا بعد پڑھائی جائے گی۔ انشاء اللہ

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء

(قسط دوم)

اسلام میں عورتوں کے سماجی حقوق

(یکساں سول کوڈ اور سیکولر حکومت)

از مکرم مولانا محمد کریم الدین شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ

حق مہر

اسلام نے عورت کو ایک سماجی حق "مہر" کی صورت میں دیا ہے۔ مہر قانونِ اسلام میں اُس مال یا رقم کو کہا جاتا ہے جس کے عوض مرد کو عورت پر حقوقِ زوجیت حاصل ہوتے ہیں۔ نکاح کے وقت عورت اور مرد کے درمیان مہر کی جو رقم طے پاتی ہے اسی کی ادائیگی مرد پر لازم ہے اگر مرد اس سے انکار کرے تو عورت کو حق ہے کہ وہ حقوقِ زوجیت کی ادائیگی سے انکار کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے مہر کی ادائیگی کے سلسلہ میں فرمایا ہے :-

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ۝ (النساء : ۵)

یعنی عورتوں کو اُن کے مہر دِلی خوشی سے ادا کرو۔ پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے اس میں سے کچھ دیدیں تو یہ جانتے ہوئے کہ وہ تمہارے لئے مزے اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے تم اُسے بے شک کھاؤ۔

حق ملکیت

اس لحاظ سے مہر عورت کا ایسا حق ہے جس پر تصرف کا اُسے پورا اختیار اور آزادی حاصل ہے۔ وہ اس رقم کو کس طرح صرف کرے گی اپنے پاس رکھے گی اس کا فیصلہ کرنے میں وہ خود مختار ہے۔ شوہر کو کسی اور رشتہ دار کو اس سلسلہ میں کسی قسم کا دباؤ ڈالنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسی طرح شادی کے وقت لڑکی کو اپنے والدین یا دیگر رشتہ داروں کی طرف سے جو تحفے تحائف ملتے ہیں یا ضروریاتِ زندگی سے متعلق کچھ سامان دیا جاتا ہے جسے عرفِ عام میں جہیز کہا جاتا ہے اور شوہر اور اس کے رشتہ داروں کی طرف سے بھی جو تحائف زیور اور نقد رقم وغیرہ تحفہ دینے وغیرہ کی شکل میں ملتے ہیں وہ ساری چیزیں عورت کی ملکیت ہوتی ہیں۔ اور اسے دستبردار ہونے کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ

لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ

(النساء : ۲۰)

کہ اے ایماندارو! تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کرکے اس مہر کا کچھ حصہ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔

گویا ایک مسلمان عورت جب نکاح کے بندھن میں بندھ جاتی ہے اور شوہر کے گھر آتی ہے تو وہ مالی اعتبار سے قطعاً بے بس اور بے زر نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ اُس کی روز مرہ کی ضروریات کا پورا کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے یعنی شادی سے پہلے اُس کی کفالت اور پرورش کی جو ذمہ داری اُس کے والدین اور صلبی رشتہ داروں پر تھی وہ اب شوہر کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور رشتہ نکاح کے قیام تک مرد کی ذمہ داری ہے کہ اُس کی پوری ضروریات کا کفیل ہو۔ اور دوسری طرف شوہر کے گھر قدم رکھتے ہی مسلم خاتون صاحبِ مال ہوتی ہے کہ وہ جہیز کے تحفے تحائف اور زیورات کی بھی مالک ہوتی ہے اور مہر کی رقم پر تصرف کی بھی حقدار ہوتی ہے۔ کوئی شخص بھی خواہ اس کا شوہر ہی کیوں نہ ہو وہ زبردستی اس کی جائیداد پر نہ تو قبضہ کر سکتا ہے اور نہ ہی تصرف۔ یہ سماجی لحاظ سے اسلام میں عورت کا وہ امتیاز ہے جو کسی اور معاشرہ میں مفقود ہے۔ اہلِ مغرب نے عورت کی آزادی اور مساوات کے نعرے تو بہت لگائے ہیں لیکن اُن کے کمائے ہوئے اپنے مال پر بھی اُس کو آزادانہ تصرف دینے میں بالکل غافل رہے ہیں۔ اور اب بھی صدیوں کے تعامل کے بعد جن معاشروں میں عورت کو یہ حق دیا گیا ہے اُس کے ساتھ کچھ ایسی پابندیاں لگائی گئی ہیں کہ عورت کے لئے اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانا بڑی حد تک معدوم نظر آتا ہے۔

حق نفقہ

اسی طرح اسلام نے عورت کو یہ سماجی حق بھی دیا ہے کہ اُس کی روزی۔ روٹی کپڑا اور مکان کی ذمہ داری تمام تر مرد پر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :-

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْهِنَّ (الطلاق : ۷)

اُن کو وہیں رکھو جہاں تم اپنی طاقت کے مطابق رہتے ہو اور اُن کو تنگ کرنے کے لئے کسی قسم کا ضرر نہ دو اس آیت کے مطابق مرد عورت کو رہائش کی سہولت فراہم کرنے کا ذمہ دار ہے اور اس میں یہ بات خود شامل ہے کہ رہائش کے ساتھ ساتھ اس کی جملہ سہولیات بھی مہیا کی جانی ضروری ہیں۔ اگر عورت اپنا سرمایہ لگا کر تجارت کرتی ہے اور وہ صاحبِ نصاب بھی ہے تو بھی اس کے جملہ اخراجات برداشت کرنا مرد پر واجب ہے۔

ابنِ ماجہ کی ایک حدیث میں یہ ذکر آتا ہے کہ معاویہ نے بیوی کے حقوق سے متعلق جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا۔

اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوَهَا اِذَا اكْتَسَیْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِی الْبَیْتِ۔

یعنی جو آپ کھاؤ وہی اس کو کھلاؤ جب تم نئے کپڑے پہنو تو اس کو بھی ویسے ہی بنوا دو۔ کبھی اُسے منہ پر نہ مارو۔ اور اُسے کوئی بُرا کلمہ نہ کہو۔ اور اس سے کبھی جُدا نہ ہو الا گھر کے اندر یعنی جب رنجش دُور کرنے یا کسی نقص کی اصلاح کے لئے علیحدگی اختیار کرنا ضروری ہو تو بھی یہ صورت صرف گھر کی حد تک محدود ہو۔ کیونکہ اسی طرح بعض اوقات محبت کا رشتہ اور بھی مضبوط ہوتا ہے۔

پس شادی کے بعد عورت کے تمام جائز اخراجات کی اپنی حیثیت کے مطابق کفالت کرنا یہ مرد کا فرض اور ذمہ داری ہے۔ اور اگر کوئی مرد دو سال تک بیوی کا نفقہ ادا نہیں کرتا اس سے لاپرواہی برتتا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں عورت کو تنگ دستی اور فقر و فاقہ کی صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ عدالت سے رجوع کرکے طلاق حاصل کر سکتی ہے۔

حق وراثت

ایک اور حق جو اسلام نے عورت کو دیا ہے وہ مسلم عورت کو دنیا کی تمام عورتوں سے ممتاز کرنے والا ہے۔ اور وہ ہے اس کا حقِ وراثت۔ جہاں سے مرد کو وراثت میں حصہ دیا گیا ہے وہاں مرد کے دوش بدوش عورت بھی حصہ دار ہے۔ وہ ہر ایک مال میں مرد کے ساتھ شریک اور حصہ دار ہے۔ اگر مرد کو باپ بیٹے۔ بھائی اور خاوند وغیرہ کی حیثیت سے حصہ دار مقرر کیا گیا ہے تو عورت کو بھی دیتے ہیں۔ ماں۔ لڑکی بہن اور بیوی وغیرہ کی حیثیت سے حصہ دار مقرر کیا گیا ہے۔ عورت مرد کی یعنی اپنے خاوند کے مال کی وارث ہوسکتی ہے اور مرد عورت کے مال کا وارث ہو سکتا ہے۔ اور یہ ملا جلا خوف تردد اور لوث سے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ عورت کو ایسی مستقل حیثیت اور ایسے مساوی حقوق دنیا کے کسی مذہب اور معاشرہ نے آج تک نہیں دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ (النساء : ۸)

کہ مردوں کے لئے اُس مال میں حصہ ہے جو اُن کے والدین اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہے۔ اور عورتوں کے لئے بھی اُس مال میں حصہ ہے جو اُن کے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں۔ خواہ اس ترکہ میں سے تھوڑا بچا ہو یا بہت۔ یہ ایک معین حصہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔

اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مقررہ حصوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :-

"خدا تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے

بارے میں وصیت کرتا ہے کہ مرد کا حصّہ دو عورت کے حصّہ کے برابر ہے۔ اور اگر وہ عورتیں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو اُن کے لئے ترکہ کا دو تہائی حصّہ ہے۔ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اُس کے لئے نصف ہے اور متوفی کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے چھوڑے ہوئے مال میں چھٹا حصّہ ہے۔ اگر اُس کی اولاد ہو۔ اور اگر اُس کی اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ ہی اُس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کے لئے ایک تہائی حصّہ ہے اور اگر اس کے بھائی بھی ہوں تو اُس کی ماں کے لئے چھٹا حصّہ ہے۔ (یہ) تقسیم اُس وصیت کے بعد ہوگی جو متوفی کر جائے۔ ایسا ہی اس تقسیم سے پہلے اگر مرنے والا کے ذمہ کچھ قرض ہو تو وہ ادا کیا جائے گا۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپوں اور بیٹوں میں سے نفع کے لحاظ سے کون زیادہ قریب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے!"

اور تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ جائیں اگر اُن کی اولاد نہ ہو تو اُن کے ترکہ کا آدھا حصّہ تمہارا ہے اور اگر اُن کی اولاد موجود ہو تو جو کچھ انہوں نے چھوڑا ہو اُس کا چوتھا حصّہ تمہارا ہے۔ یہ حصّے وصیت اور اُن کے قرض کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے مال میں سے ہوں گے۔ اور اگر تمہارے ہاں اولاد نہ ہو تو جو کچھ تم چھوڑ جاؤ اُس میں سے چوتھا حصّہ اِن بیویوں کا ہے۔ اور اگر تمہارے ہاں اولاد ہو تو جو کچھ تم چھوڑ جاؤ اُس میں آٹھواں حصّہ اُن کا ہے۔ یہ حصّے وصیت اور تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد ہوں گے۔ اور جس مرد یا عورت کا ورثہ تقسیم کیا جاتا ہے اگر اس کا نہ باپ ہو نہ اولاد ہو اور اس کا کوئی بھائی یا بہن ہو تو اُن میں سے ہر ایک کا چھٹا حصّہ ہوگا اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تیسرے حصّے میں شریک ہوں گے۔ وصیت اور مرنے والے کے قرض کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے مال کے لحاظ سے ہوں گے۔ اس تقسیم میں کسی کو ضرر پہنچانا مقصود نہیں ہونا چاہیئے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں حکم دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور بُردبار ہے۔" (سورۃ النساء ۱۲-۱۳)

ان احکام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت کو سماج میں مرد کے ساتھ ساتھ ہی وراثت کا حق دیا ہے۔ البتہ ظاہری نظر میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ اسلام نے لڑکی کو لڑکے کے مقابلے میں آدھا حصّہ دے کر اس کے ساتھ ایک امتیازی سلوک کیا ہے یا لڑکی کی حق تلفی کی ہے۔ دونوں کو برابر حصّہ دیا جانا چاہیئے۔ لیکن دراصل ایسی غلط فہمی اسلام کے پورے معاشرتی نظام اور اس کے بنیادی نظریات سے الگ ہٹ کر دیکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ میں نے قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ پڑھ کر سُنایا ہے۔ اس کے مطابق بلا شبہ ترکہ میں مرد کو عورت کے مقابلہ میں دُگنا حصّہ دیا گیا ہے۔ لیکن ایسا کرنا عین انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے۔ اور اس کی دو بڑی وجوہات ہیں اوّل یہ کہ مرد کو خاندان کی مالی ذمہ داری نبھانے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے گھر چلانے کا پورا بوجھ اس کے کندھوں پر ہے۔ وہ بیوی کو نفقہ دینے اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنے کا پابند ہے۔ اس لحاظ سے اس کا مال جو کچھ وہ کماتا ہے اور یا جو کچھ اُسے ترکہ میں ملتا ہے وہ صرف اُس کی ذات پر نہیں بلکہ بیوی اور بچوں پر بھی خرچ ہوتا۔ دوسرے یہ کہ بیوی کا جو اپنا مال ہے یا جو کچھ اُسے ترکہ میں ملا ہے اس پر اُس کو کلّی اختیار ہے اپنے خاوند اور بچوں کی کفالت کی کوئی ذمہ داری اس پر نہیں ہے۔ گویا جس قدر ذریعے مال حاصل کرنے کے ہیں وہ عورت کے لئے کھلے ہیں، کسی طرف سے بھی اُس کو محروم نہیں رکھا گیا۔ مگر عورت پر کوئی خرچ لازم نہیں ٹھہرایا گیا۔ بلکہ کُل اخراجات کا ذمہ دار مرد ہے۔ اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ عورت کے مال میں سے اُس کی مرضی کے خلاف کچھ لے سکے خواہ وہ مرد اس کا باپ ہو، یا بھائی ہو، یا بیٹا ہو، یا خاوند۔ لہٰذا ترکہ کی تقسیم کے اسلامی نظام میں اسی نکتہ کو ملحوظ رکھا گیا اور اس سے ظاہر ہے کہ ترکہ کی تقسیم کے معاملہ میں عورت کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا گیا بلکہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا گیا ہے۔ اور سماج میں عورت کی مالی حیثیت کو قابلِ رشک حد تک مضبوط اور مستحکم بنایا گیا ہے

حق طلاق و خلع

اسلام میں عورت کے سماجی حقوق میں سب سے زیادہ اہم طلاق کا مسئلہ ہے بعض دفعہ ازدواجی زندگی میں ایسے پیچیدہ اور مشکل مراحل آجاتے ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان محبت اور موافقت باقی نہیں رہتی۔ اور اُن کا ایک ساتھ رہنا مشکل ہو جاتا ہے اور زندگی تلخ اور جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اسلام نے جہاں مرد کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنے شادی کے معاہدہ کو منسوخ کر سکتا ہے جس کو اصطلاح اسلام میں طلاق کہتے ہیں وہاں عورت کو بھی اسلام نے یہ حق دیا ہے کہ وہ خاوند کے ساتھ نباہ نہ کر سکنے کی صورت میں طلاق حاصل کر سکتی جسے خلع کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دیگر مذاہب نے اوّل تو یہ حق طلاق کا نہ عورت کو دیا ہے نہ مرد کو۔ عیسائیت کے نزدیک عورت کو سوائے بدکاری کے مرتکب ہونے کے اور کسی صورت میں طلاق دینے کا حق نہیں ہے۔ اگرچہ بعد میں عیسائی حکمران نے اپنے ملکی حالات کے مطابق طلاق کے قوانین اپنے طور پر بنا لئے ہیں لیکن وہ بھی اسلام کے قانون طلاق کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح قدیم ہندو سماج میں بھی طلاق کا کوئی رواج نہیں تھا۔ اب حالات سے مجبور ہو کر ہندو میرج ایکٹ میں اگرچہ قدیم روایات کے برعکس طلاق کا حق دیا گیا ہے لیکن اسے غیر معمولی طور پر دشوار بنایا گیا ہے۔ کیونکہ طلاق دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے عدالت سے قانونی طور پر علیحدگی کی اجازت حاصل کرے اور اس کے دو سال بعد طلاق کے مقدمے کی باقاعدہ سماعت شروع ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ انتہائی پُر پیچ اور اذیت ناک طریقہ ہے جس میں دکھاوے کی نیت۔ عدالتوں کے چکروں کے علاوہ فریقین کو غیر معمولی ذہنی اذیت بھی بھگتنی پڑتی ہے۔ دو سال کی قانونی علیحدگی کے بعد اس مقدمہ کی سماعت اور پھر طلاق کی بنیاد درست ہونے کے لئے ثبوت کی فراہمی ایسی چیزیں ہیں جنہوں نے طلاق کو عملاً ناممکن الحصول بنا دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہندو سماج میں آج بھی جب کوئی شوہر اپنی بیوی سے چھٹکارا پانا چاہتا ہے تو عدالت کا رُخ کرنے کی بجائے بیوی کو ہی زندہ جلا دینا چاہتا ہے اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ آئے دن اخباروں میں یہ خبریں چھپتی جا رہی ہیں کہ جہیز کم لانے کی وجہ سے عورت کو جلا دیا گیا۔

لیکن اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو یکساں طور پر طلاق حاصل کرنے کا حق دیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کی بھی تاکید کی گئی ہے کہ جلد بازی نہ کی جائے مصالحت کے تمام طریقوں کو بروئے کار لا کر سمجھوتا کرانے کی کوشش کی جائے اور اس حق کو ابغض الحلال قرار دیا ہے کہ طلاق دینے کی اجازت تو ہے مگر خدا تعالیٰ کو یہ بہت ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے اسے کھلواڑ نہ بنایا جائے۔ ہاں جب کوئی صورت مصالحت اور موافقت کی نہ ہو سکتی ہو تو پھر ایسی صورت میں جُدائی ضروری ہے۔ لیکن صورتِ طلاق میں بھی ایسی پابندیاں عائد کی ہیں کہ اس دوران اگر اپنی غلطی پر ندامت کا احساس ہو تو وہ باہم پھر رجوع کر کے خوشگوار ازدواجی زندگی کی طرف لوٹ سکتے ہیں اور ان پابندیوں اور قیود میں بھی عورت کے حقوق کی پوری حفاظت اور نگہداشت کی گئی ہے۔ مثلاً یہ کہ جو مہر اس نے عورت کو دیا تھا اس کا نقصان گوارہ کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا کہ

طلاق کی صورت میں تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ جو کچھ تم اپنی بیویوں کو دے چکے ہو وہ واپس لے لو۔

اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ۔

اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ میاں بیوی دونوں اللہ کے حکموں پر چل نہ سکیں گے تو ایسے موقعہ پر کچھ دے دلا کر جُدائی کرنا بھی جائز ہے۔ پھر مرد کو یہ تاکید ہے کہ حیض کے ایام میں طلاق نہ دے تاکہ بیوی کی طرف رغبت کا رُجحان پیدا ہو سکے اور اگر وقتی جوش اور غصّے میں غلط قدم اُٹھایا ہے تو اس کا مداوا ہو سکے اور عورت کی حق تلفی نہ ہو۔ اسی طرح آج کل کے رواج کے مطابق اکٹھی تین طلاقیں دینا جائز نہیں ہے ایسی طلاق کو اصطلاح فقہ میں طلاقِ بدعت کا نام دیا گیا ہے۔ طلاق کا صحیح طریق یہی ہے تین طُہروں میں الگ الگ تین دفعہ طلاق دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ

(البقرہ: ۲۳۰)

یعنی وہ طلاق جس میں مرد کو رجوع کا حق دیا گیا ہے، وہ دو مرتبہ ہے اس کے بعد جب تیسری طلاق بھی دے دی جائے تو اس صورت میں بھی بغض و عناد کا سلوک نہ ہو بلکہ خوشگوار طریق سے عورت کو رخصت کیا جائے۔ اور مرد کو چاہیئے کہ اپنے قوّام ہونے کو مدنظر رکھتے ہوئے

جُدائی کی صورت میں بھی احسان کا سلوک کرے۔ پھر عورت کے اِس حق کو بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ طلاق کی صورت میں ثَلٰثَۃَ قُرُوْءٍ یعنی تین حیض یا تین طُہر یا تین مہینے کا جو عرصہ عدّت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس عرصہ میں عورت کو اُس کا خاوند اپنے ہی گھر میں رکھے تا کہ کسی وقت بھی دل میں تبدیلی پیدا ہو اور اپنے کئے پر پچھتا رہا ہو تو رجوع کر سکے۔ لیکن جب تین طلاقیں دے چکے تو پھر اُس کو رجوع کا حق نہیں ہوگا۔ ایسی صورت میں بھی عدّت کے عرصہ کے تمام اخراجات خاوند برداشت کرے گا۔ جب جُدائی کامل طور پر ہو جائیگی تو پھر عورت آزاد ہے اور اُس کی کفالت کی ذمہ داری اُس کے والدین اور عزیز رشتہ داروں پر عائد ہوگی۔ اور بے سہارا عورت کی صورت میں بیت المال یا ریاست اس کی کفیل ہوگی۔

گزشتہ سال شاہ بانو کیس کے سلسلہ میں سپریم کورٹ نے مطلقہ عورت کیلئے جو یہ فیصلہ دیا تھا کہ مطلقہ عورت کو عدّت گزار نے کے بعد اُس کی دوسری شادی تک یا تاحیات نفقہ دلانا چاہیئے یہ سراسر اسلامی شریعت کے منافی ہے یہ اور بات ہے یہ اور بات ہے کہ سپریم کورٹ کے جج نے بعد میں اپنی معذرت کا اظہار کر دیا اور حال ہی میں ہمارے وزیر قانون مسٹر اشوک سین نے لوک سبھا میں اپنی ایک تقریر کے دوران برملا اس بات کا اقرار کیا کہ "اسلام صرف مطلقات کے لئے نہیں بلکہ تمام عورتوں کے لئے رحمت ہے" اور ہمارے وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی نے بھی مطلقہ عورتوں کے بارے میں کہا کہ "اُن کے حقوق کی ضمانت جس طرح اور جس حد تک شریعت اسلامی میں دی گئی ہے ہمارے اپنے قوانین میں نہیں دی جا سکتی"۔ اور جہاں تک مطلقہ عورت کو تا نکاح ثانی یا تاحیات نفقہ دینے کا تعلق ہے اوّل تو یہ صریحاً اسلامی شریعت کے خلاف ہے۔ دوسرے خود عورتوں کی عزت و حرمت اور غیرت کے بھی خلاف ہے۔ چنانچہ اسی بات کا اظہار کرتے ہوئے صوفیہ نسرین نے پٹنہ کے جلسہ خواتین میں برملا کہا کہ:-

"جب تک عورت بیوی کی شکل میں رشتۂ ازدواج سے بندھی ہوئی ہے حق اور فرض کی بنیادیں قائم رہتی ہیں مگر رشتہ ٹوٹ جانے پر حق اور فرض کی بنیادیں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں۔ اِس رشتہ کے درمیان اختلاف اور نفرت کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہتا جب مرد نے حالات سے مجبور ہو کر اپنی زندگی سے علیحدہ کر دیا تھی کے بعد اپنے روزی اور روٹی کے لئے عورت دست سوال دراز کرے یہ اُس کی سراسر توہین ہے نسوانی نفسیات کی ہتک اور اس کے وقار کو ٹھیس ہے۔ یہ اُس کا حق نہیں بلکہ بھیک مانگنے سے بھی بدتر ہے۔ حق اور انصاف کے نام پر عورتوں کی غیرت اور حمیّت کو پامال کرنے کی مذموم کوشش ہے"

(بحوالہ سہ روزہ دعوت نئی دہلی ۲ اپریل ۱۹۸۶ء)

یہ تو ہوئی مرد کے طلاق دینے کی صورت میں عورت کے حق کی بات۔ اسی طرح اسلام نے عورت کو بھی یہ حق دیا ہے کہ اگر خاوند کے ساتھ اُس کا رہنا کسی بھی طرح ممکن نہ ہو تو وہ اپنے خاوند سے طلاق لے سکتی ہے۔ جس کو شرعی اصطلاح میں خُلع کہا جاتا ہے۔ اور جس طرح کی پابندیاں طلاق کی صورت میں مردوں پر عائد کی گئی تھیں اسی طرح عورتوں پر بھی مساوات کو مدنظر رکھتے ہوئے کچھ قیود عائد کی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ خُلع بھی طلاق کی طرح ابغض الحلال ہے۔ لیکن یہ خوف ہو کہ اللہ کی حدود اور اس کے حکموں کو قائم نہیں رکھا جا سکے گا۔ تو پھر عورت خُلع لے سکتی ہے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ایسی صورت میں خلع لینے میں کوئی بُرائی نہیں بلکہ معاشرہ کی بھلائی ہوگی۔ دوسرے یہ کہ جب عورت نکاح کے بندھن سے آزاد ہونا چاہے تو وہ بھی اُسی طرح مالی قربانی برداشت کرے جس طرح مرد کو اپنی خواہش سے طلاق دینے کی صورت میں برداشت کرنی پڑتی ہے۔ مرد اگر اپنی مرضی سے طلاق دیتا ہے تو وہ اُس مال میں سے کچھ بھی واپس نہیں لے سکتا جو اس نے عورت کو دیا تھا۔ اور اگر عورت جدائی چاہتی ہے تو وہ بھی اُس مال کا پورا حصہ یا کچھ حصہ واپس کر دے جو اُس نے شوہر سے لیا تھا۔ البتہ عورت کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ حاکم وقت یا قضاء سے رجوع کرے۔ تاکہ اپنی ناتجربہ کاری سے نقصان نہ اُٹھائے۔ عورت کے حقِ خُلع کے بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"شریعت اسلام نے صرف مرد کے ہاتھ میں ہی اختیار نہیں رکھا کہ جب کوئی خرابی دیکھے یا ناموافقت پاوے تو عورت کو طلاق دیدے بلکہ عورت کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ وہ بذریعہ حاکم وقت کے طلاق لے لے۔ اور جب عورت بذریعہ حاکم کے طلاق لیتی ہے تو اسلامی اصطلاح میں اس کا نام خُلع ہے۔ جب عورت مرد کو ظالم پاوے یا وہ اُس کو ناحق مارتا ہو یا اَور طرح سے ناقابل برداشت بدسلوکی کرتا ہو یا کسی اَور وجہ سے ناموافقت ہو یا وہ مرد دراصل نامرد ہو یا تبدیل مذہب کرے یا ایسا ہی کوئی اور سبب پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے عورت کو اس کے گھر میں آباد رہنا ناگوار ہو تو ان تمام حالتوں میں عورت یا اُس کے کسی ولی کو چاہیئے کہ حاکم وقت کے پاس یہ شکایت کرے اور حاکم وقت پر یہ لازم ہوگا کہ اگر عورت کی شکایت واقعی درست سمجھے تو اس عورت کو اُس مرد سے اپنے حکم سے علیحدہ کر دے اور نکاح کو توڑ دے۔ لیکن اس حالت میں اُس مرد کو بھی عدالت میں بُلانا ضروری ہوگا کہ کیوں نہ اُس کی عورت کو اُس سے علیحدہ کیا جائے۔ اب دیکھو یہ کس قدر انصاف کی بات ہے کہ جیسا کہ اسلام نے یہ پسند نہیں کیا کہ کوئی عورت بغیر ولی کے جو اُس کا باپ یا بھائی یا اور کوئی عزیز ہو خود بخود اپنا نکاح کسی سے کرے ایسا ہی یہ بھی پسند نہیں کیا کہ عورت خود بخود مرد کی طرح اپنے شوہر سے علیحدہ ہو جائے بلکہ جدا ہونے کی حالت میں نکاح سے بھی زیادہ احتیاط کی ہے کہ حاکم وقت کا ذریعہ بھی فرض قرار دیا ہے تا عورت اپنے نقصان عقل کی وجہ سے اپنے تئیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکے"۔

(چشمۂ معرفت۔ ص ۲۷۳-۲۷۶)

(مبلغ ...)

افسوس! محترم داؤد احمد صاحب گلزار لندن وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

قارئین کو یہ پڑھ کر افسوس ہوگا کہ مکرم داؤد احمد صاحب گلزار ابن حضرت الحاج مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری ۴ جولائی بروز ہفتہ شام کے قریباً ۶½ بجے بقضائے الٰہی دل فیل ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک ہفتہ قبل آپ کو پہلی بار دل کا حملہ ہوا اور آپ کو ہسپتال میں زیر علاج رکھا گیا چند دن کے بعد آپ کی حالت تسلی بخش قرار دیکر آپ کو ہسپتال کے عام وارڈ میں منتقل کر دیا گیا بظاہر آپ کی طبیعت سنبھل چکی تھی بلکہ آپ نے جمعہ ۳ جولائی کی نماز مسجد فضل لندن میں ادا کرنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا لیکن ڈاکٹر نے احتیاط کرنے کا مشورہ دیا۔ ڈاکٹروں کے کہنے کے بموجب انہیں چند دن کے بعد ہسپتال سے فارغ کیا جانے والا تھا۔ وفات سے چند سیکنڈ پہلے تک وہ اپنے بچوں سے باتیں کرتے رہے مگر اچانک زبردست دل کا حملہ ہوا اور ڈاکٹر، نرس اور بچوں کی موجودگی میں جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر قریباً ۶۵ سال تھی آپ کوئی ۲۵ برس قبل انگلستان تشریف لائے جماعت کے کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ڈاک اور خطبات بھجوانے کا سارا کام آپ کے سپرد تھا۔ بڑی محبت اور انہماک اور ذمہ داری سے آپ یہ کام گذشتہ تین سال سے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دے رہے تھے اور حضرت اقدس سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اُن کے کام سے بہت خوش تھے۔ اذان دینا اور مسجد فضل میں عبادت کرنا اُن کا محبوب مشغلہ تھا۔ انتہائی خوش اخلاق، بیحد ملنسار اور ہنس مکھ دوست کہ جو ایک دفعہ اُن سے ملا اُن کا گرویدہ ہو گیا۔ سلسلہ عالیہ اور خلافت سے انتہائی گہری محبت تھی۔ نماز روزہ کے پابند۔ اپنے پیچھے بیوہ، چار لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ ماشاء اللہ سب لڑکے آپ ہی کی طرح جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ۶ کی شام ۷ بجے حضور اقدس نے مسجد فضل کے احاطہ میں نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز آپ کی میت ہوائی جہاز سے پاکستان روانہ کی گئی۔ موصی ہونے کے باعث آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئیگی انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرماتے اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور اُن کے اہل و عیال و پسماندگان کا خود کفیل ہو جائے۔ آمین۔

(خاکسار۔ عبد الحمید فاذی لندن)

شاہراہ غلبۂ اسلام پر

ہماری کامیاب تبلیغی اور تربیتی مساعی

شاہجہانپور اور مضافات کا تبلیغی و تربیتی دورہ

محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ تحریر فرماتے ہیں کہ گزشتہ ماہ جماعت احمدیہ شاہجہانپور کے زیر اہتمام مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم، مکرم حافظ اسلام الدین صاحب، مکرم مولوی شکیل احمد صاحب طاہر اور مکرم منور احمد خان صاحب پر مشتمل ایک وفد نے بعض مقامات کا تبلیغی اور تربیتی دورہ کیا۔ وفد نے ابتدائی مرحلہ پر شاہ آباد (ضلع ہردوئی) شاہجہانپور شہر اور میران پور کٹرہ پہنچ کر وہاں کے زیر تبلیغ معزز افراد سے تبلیغی گفتگو کی اور انہیں لٹریچر دیا۔ شاہ آباد میں احمدیت سے دور ہو چکے بعض گھرانوں کو از سر نو منظم کیا گیا۔ میران پور کٹرہ میں بفضلہ تعالیٰ مکرم حفیظ اللہ صاحب کو قبول احمدیت کی سعادت ملی ہے۔ الحمد للہ۔

میران پور کٹرہ کے بعد وفد نے اکبر پور (ضلع فرخ آباد) اور فتح گڑھ کا دورہ کیا۔ ہر دو مقامات پر کثیر تعداد میں زیر تبلیغ احباب سے تبلیغی گفتگو ہوئی انہیں لٹریچر دیا گیا اور کیسٹ سنائی گئی۔ فتح گڑھ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نو ۹ افراد کو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ ثم الحمد للہ۔

مورخہ ۹/۵/۸۷ کو وفد اودے پور کٹیا پہنچا۔ وہاں کثیر تعداد میں لوگوں سے تبادلۂ خیال ہوا۔ ایک جلسہ بھی منعقد کیا گیا جس میں اراکین وفد نے تقاریر کیں۔ آخر میں مہاننڈ پور، بہیدہ، نکیم پور اور عناده کا دورہ کر کے ہر سہ مقامات پر مؤثر رنگ میں احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا اور مجالس سوال و جواب منعقد کی گئیں۔ عنادہ میں بفضلہ تعالیٰ ایک گھرانے کے سات افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ جملہ نو مبائعین کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ سونگھڑہ (اڑیسہ) کی تبلیغی مساعی

مکرم سید فضل نعیم صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ (اڑیسہ) رقمطراز ہیں کہ مورخہ ۱۶/۵/۸۷ کو مکرم سید علام الدین احمد شاہ صاحب قادری کی سرکردگی میں دو گروپوں پر مشتمل دس مقامی خدام نے سونگھڑہ سے ملحق چھ دیہات کا تبلیغی دورہ کیا جس میں زبانی اور تقسیم لٹریچر کے ذریعہ قریباً ایک صد افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔

اسی طرح مورخہ ۶/۶/۸۷ کو مکرم سید علام الدین صاحب شاہ قادری ہی کی قیادت میں مکرم بشارت احمد خان صاحب اور مکرم ضیاء الدین احمد خان صاحب نے دو دیہات کا تبلیغی دورہ کر کے احمدیت کی مؤثر رنگ میں تبلیغ کی۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ خیراً۔

صوبہ کرناٹک میں ۲۶ افراد کا قبول احمدیت

مکرم محمد یوسف صاحب بھکشو درویش مقیم تیماپور (کرناٹک) اطلاع دیتے ہیں کہ گزشتہ ماہ بمقام دیو درگ ایک شادی کے موقعہ پر مکرم غفور احمد صاحب احمدی کے زیر تبلیغ ایک غیر از جماعت دوست کو خاکسار کے ذریعہ قبول احمدیت کی سعادت ملی۔ الحمد للہ۔ اسی اثناء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فارغ التحصیل ایک عالم دین سے بھری مجلس میں تبادلہ خیال بھی ہوا۔ غیر از جماعت دوست بڑے شوق اور دلچسپی سے اس مجلس میں آئے مگر اپنے عالم دین کو لاجواب دیکھ کر انتہائی مایوسی کے ساتھ واپس لوٹے۔ اگلے روز تیماپور میں ایک احمدی لڑکے اور لڑکی کے نکاح کی تقریب میں آئے ہوئے غیر از جماعت احباب کو بھی مؤثر رنگ میں تبلیغ کی گئی۔

مورخہ ۲۹/۶/۸۷ کو خاکسار اور مکرم کے شفیق صاحب تیماپوری نے انا پور

جاکر چھبیس ۲۶ زیر تبلیغ افراد کی بیعت کرائی۔ اللہ تعالیٰ نو مبائعین کو استقامت عطا کرے اور ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے آمین۔

لجنہ اماء اللہ موسلی بنی مائنز کا تین ۳ روزہ کامیاب اجتماع

محترمہ شوکت بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ موسلی بنی مائنز تحریر فرماتی ہیں کہ مورخہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ر اپریل کو مقامی لجنہ و ناصرات کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں بہنوں اور بچیوں کے دلچسپ علمی اور ورزشی مقابلے کرائے گئے اور مقابلوں میں امتیاز پانے والی ممبرات کو انعامات دیئے گئے۔ اجتماع کا آخری اجلاس مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ موسلی بنی مائنز کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ موصوف نے اپنی تقریر میں حاضرات کو مفید اور قیمتی نصائح فرمائیں۔ اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ مقامی نے بھرپور تعاون دیا۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ خیراً۔

جلسہ ہائے یوم خلافت کا بابرکت انعقاد

نظارت دعوت و تبلیغ کی ہدایت پر جماعت ہائے احمدیہ بھارت نے یوم خلافت پر شایان شان جلسے منعقد کئے اور ان کی رپورٹیں بغرض اشاعت ادارہ بدر کو بھجوائیں۔ افسوس کہ بعض جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی طرف سے ادارہ بدر کو غیر معمولی تاخیر کے ساتھ رپورٹیں موصول ہوئیں۔ ذیل میں بغرض تحریک دعا ان جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کے نام درج کئے جا رہے ہیں:-

جماعت احمدیہ گلبرگہ۔ لجنہ اماء اللہ ساگر۔ لجنہ اماء اللہ بنگلور۔ لجنہ اماء اللہ یادگیر۔ لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور۔ اور جماعت احمدیہ سونگھڑہ۔

اللہ تعالیٰ ان جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی مخلصانہ مساعی کو قبول کرے اور مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

ماہ رمضان المبارک کے روح پرور لیل و نہار

ماہ رمضان المبارک کے دوران بھی جماعتوں نے اپنی شاندار روایات کے مطابق انفرادی اور اجتماعی عبادات و نوافل، باجماعت نماز تراویح اور درس و تدریس کا خصوصی اہتمام کیا۔ اس تعلق سے ادارہ بدر کو جماعت احمدیہ مدراس، جماعت احمدیہ پتھہ پیریم، جماعت احمدیہ کیرنگ، جماعت احمدیہ کیندرا پاڑہ، جماعت احمدیہ تیماپور، جماعت احمدیہ سملیہ، جماعت احمدیہ علاقہ وارنگل، جماعت احمدیہ شیموگہ، جماعت احمدیہ خانپور ملکی، لجنہ اماء اللہ مدراس، جماعت احمدیہ سرینگر اور جماعت احمدیہ حیدر آباد کی طرف سے انتہائی خوشکن رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام افراد جماعت کی عبادات اور دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازے اور احمدیت کو دن دونی رات چوگنی ترقیات عطا فرمائے۔ آمین۔

عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی کا انتظام

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر عید الاضحیہ کی قربانی دینے کو ضروری قرار دیا ہے۔ اس ارشاد گرامی کے مطابق احباب جماعت مقامی طور پر قربانی دیتے ہیں اور بعض دوست یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے عید الاضحیہ کے موقعہ پر قادیان میں قربانی دینے کا انتظام کر دیا جائے تو امارت مقامی کی طرف سے ہر سال ایسا انتظام کر دیا جاتا ہے۔

بعض مخلصین جماعت نے اس سال قادیان میں ان کی طرف سے عید الاضحیہ کے موقعہ پر قربانی کا انتظام کروائے جانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے ایک جانور کی قیمت کا اندازہ دریافت کیا ہے سو ایسے احباب کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قربانی کی شرائط کو پورا کرنے والے جانور کی اوسط قیمت 450/ روپے تک ہے۔ بعض احباب کی خواہش ہوتی ہے کہ عید کے موقعہ پر اچھے جانور کی قربانی کی جائے تو اس امر کا خیال رہے کہ لازماً ایسے جانور کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام بقیہ صفحہ اوّل

خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔ پس اپنے اور اپنی اولادوں کے اندر نیک تبدیلی پیدا کریں۔ کبھی دعاؤں سے غافل نہ ہوں۔

اپنے قیام، رکوع اور سجود کو محبت باری تعالیٰ سے بھر دیں اور ایسے پاک وجود بن جائیں کہ جن کے نقوش پا پر چل کر آپ کی آئندہ نسلیں منور ہو جائیں اور وہ اسلام کی حقیقی جاگتی تصویر بن جائیں اور اپنے اعلیٰ اخلاق اور پاک نمونے سے ہر نسل و ہر ملک کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوں۔

پس مایوس نہ ہوں اور چھوٹی چھوٹی مخالفتوں سے ماندہ نہ ہو۔ بالآخر فتح ہر انشاء اللہ ہو گی۔

تم دیکھو گے کہ انہیں میں سے فوجِ محبت بنیں گے اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

جماعت کے چھوٹوں کو بھی اور بڑوں کو بھی، عورتوں کو بھی اور مردوں کو بھی، سب کو میرا محبت بھرا اسلام۔

اب میں آخر پر اس پیغام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں :-

"عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا .... تم اپنے نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق و وفا سے حیران رہ جائیں اور تم پر درود بھیجیں۔ تم ایک موت اختیار کرو تا تمہیں زندگی ملے اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو تا خدا اس میں اترے۔ ایک طرف سے پختہ طور پر قطع کرو اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا کرو۔ خدا تمہاری مدد کرے ....

.... تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ اور زمین اس نور سے روشن ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے۔ آمین ثم آمین۔"

(کشتی نوح صفحہ ۷۶)

والسلام

خاکسار۔ مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

(منقول از ہفت روزہ النصر لندن ۳۰ر جنوری ۱۹۸۷ء)

درخواست ہائے دُعا

محترم نوابزادہ میاں عباس احمد خان صاحب کے فرزند مکرم انور احمد خان صاحب لندن میں کمر درد وغیرہ سے شدید بیمار ہیں چل نہیں سکتے۔ احباب سے درد مندانہ دُعا کی التجا ہے۔

خاکسار۔ مرزا وسیم احمد امیر جماعت احمدیہ قادیان

○ــــ مکرم مولوی الیاس احمد صاحب جلیل مبلغ سلسلہ مقیم ورنگل (آندھرا) اپنی اہلیہ کی بسہولت فراغت اور نیک صالح خادم دین اولاد نرینہ عطا ہونے کے لئے۔ ○ــــ مکرم احمد عبد الستار صاحب نمائندہ بدر حیدر آباد و سکندر آباد اپنے بچے کی کامل صحت و شفا یابی، درازی عمر اور نیک صالح و خادم دین ہونے کے لئے۔ ○ــــ محترمہ علیمہ بانو صاحبہ منور آباد۔ سرینگر۔ (کشمیر) پانچ روپے اعانت بدر میں ارسال کر کے اپنی چھوٹی بھاوجہ کی صحت و عافیت اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ ○ــــ بشری ماسٹر رام دھیرم چندر ساکن موضع برہواں ڈاکخانہ بہوا (یو۔ پی) معدہ اور پنڈلی میں شدید درد محسوس کرتے ہیں موصوف اعانت بدر میں دس روپے ادا کر کے اپنی کامل و عاجل شفا یابی کے لئے ○ــــ مکرم محمد عرفان صاحب عباسی لکھنؤ اپنے چھوٹے بیٹے عزیزم محمد شاہد عباسی سلمہ کو انڈین ایئر فورس میں ملازمت مل جانے کی خوشی میں بطور شکرانہ مختلف مدات میں پچاس روپے ادا کر کے عزیز کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ ○ــــ مکرم میر بشیر احمد صاحب طاہر ربوہ عرصہ قریباً دو ماہ بیمار رہنے کے بعد اب کسی حد تک چلنے پھرنے کے قابل ہوئے ہیں۔ موصوف کی کامل صحت کے لئے ○ــــ مکرم محمد عبید اللہ صاحب قریشی سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ بنگلور نئے کاروبار کے بابرکت ہونے، پریشانیوں کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ○ــــ مکرم مولوی ثناء اللہ صاحب معلم وقف جدید دیودرگ (کرناٹک) غیر از جماعت سسرالی رشتہ داروں کی شدید مخالفت کے باعث پریشان ہیں۔ مخالفین کے ہر شر سے محفوظ رہنے اور مقبول خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

دُعائے مغفرت

افسوس! مکرم ایم کنہامو صاحب صدر جماعت احمدیہ ٹیلیچری (کیرالہ) بعمر ۷۳ سال مورخہ ۹؍۵؍۸۷ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم انتہائی مخلص اور جوشیلے احمدی تھے۔ موصی ہونے کے علاوہ آپ بفضلہ تعالیٰ واقفین تجارت اور دفتر اوّل تحریک جدید کے مجاہدین میں بھی شامل تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو آپ کی آنریری خدمات کے صلہ میں سند خوشنودی بھی عطا فرمائی تھی۔ ۱۹۳۹ء میں قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ راہ حق میں بہت سی مشکلات سے دوچار ہوئے مگر پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ ٹیلیچری میں احمدیہ قبرستان نہ ہونے کی وجہ سے مورخہ ۲؍۵؍۸۷ء کو آپ کی کینانور میں تدفین عمل میں آئی۔ قارئین سے مرحوم کی مغفرت و بلندی درجات کے لئے درخواست دُعا ہے۔

خاکسار۔ وی محمود کینانور

دُعائے مغفرت

(۱):۔ افسوس! خاکسار کی اہلیہ محترمہ بانو بی عرف پتلی بی صاحبہ بتاریخ ۱۴؍۵؍۸۷ء اس جہان فانی کو خیر باد کہہ کر عالم جاودانی میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ پابند صوم و صلوٰۃ نیک اور متقیہ احمدی خاتون تھیں۔ دماغی عارضہ میں مبتلا ہونے کے باوجود ماہ رمضان المبارک کے پورے روزے رکھتی تھیں کی وجہ سے کمزوری بہت زیادہ ہو گئی اور وہ ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملاقی ہوئیں۔ ان کی جدائی کے صدمہ سے بڑھ کر مجھے یہ فکر دامن گیر تھی کہ تعلقہ چنچولی میں میرے سوا کوئی اور احمدی نہیں اور میں احمدیت کی برملا تبلیغ کرنے کے نتیجہ میں یہاں معروف بھی ہوں۔ خدشہ تھا کہ مرحومہ کی عام قبرستان میں تدفین کے سلسلہ میں لوگ مزاحم ہوں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسی کوئی مزاحمت نہیں ہوئی۔ قارئین سے مرحومہ کی مغفرت و بلندیٔ درجات کے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار۔ غلام یٰسین کبیر والا احمدی تعلقہ چنچولی ضلع گلبرگہ۔ کرناٹک

(۲):۔ افسوس! خاکسار کے والد مکرم ایم کے رحمت اللہ صاحب آف اولپلی (کیرالہ) گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

قارئین بدر سے محترم والد صاحب مرحوم کی مغفرت و بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار۔ محمد انور ابن مکرم کے رحمت اللہ صاحب مرحوم اولپلی (کیرالہ)

قائدین کرام متوجہ ہوں!!

تمام قائدین کی آگاہی کے لئے اعلان ہے کہ اطفال الاحمدیہ کا امتحان دینی نصاب ستارہ اطفال، ہلال اطفال، قمر اطفال، بدر اطفال۔ انشاء اللہ ماہ اگست کے دوسرے ہفتہ میں لیا جائے گا۔ تمام قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی مجالس میں اس کی تیاری شروع کروائیں۔

مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ

امتحان دینی نصاب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کے امتحان دینی نصاب کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کتاب "نبیوں کا سردار" (از دیباچہ تفسیر القرآن) بطور نصاب مقرر کی گئی ہے یہ امتحان ۲۰ ستمبر بروز اتوار ہوگا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کثرت سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے منعقد کرنے کا ارشاد فرمایا ہے لہٰذا احباب جماعت اس کتاب کا مطالعہ جاری رکھیں۔ اور اس دینی امتحان میں بکثرت شامل ہو کر علمی و دینی اور روحانی فیوض و برکات حاصل کریں تمام عہدیداران جماعت، مبلغین کرام اور معلمین صاحبان احباب جماعت کو امتحان دینی نصاب کی اہمیت و فوائد سے روشناس فرمادیں۔ اور امتحان میں شامل ہونے والے احباب کے اسماء مع ولدیت نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت دے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مکرم سید محمد شاہ صاحب سیفی مرحوم آف کشمیر کے تابوت کی بہشتی مقبرہ میں تدفین

مکرم سید محمد شاہ صاحب سیفی مرحوم موصی نمبر ۱۹۹۹۵ آف بیج بہاڑہ کشمیر کا تابوت بغرض تدفین بہشتی مقبرہ مورخہ ۱۶ ۶ ۸۶ کو قادیان لایا گیا تھا جو بعض امور زیر کارروائی ہونے کی وجہ سے امانتاً عام قبرستان میں دفن کیا گیا تھا۔ جو اب بعد تکمیل ضروری امور بہشتی مقبرہ کے قطعہ ع۶ حصہ ۸ اور قبر ع۱ میں مورخہ ۵ ۷ ۸۷ کو منتقل کر دیا گیا ہے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

اظہار تشکر اور درخواست دعا

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر و احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل خاکسار کو اپنی سرکاری ملازمت پر باعزت طریق سے بحال کرتے ہوئے محکمانہ ترقی بھی عطا فرمائی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

قارئین بدر سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خاکسار کو اپنے مفوضہ فرائض بطریق احسن انجام دینے کی توفیق عطا کرے اور دینی و دنیوی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار۔ قریشی محمد عبد اللہ تیماپوری
نمائندہ بدر جماعت احمدیہ یادگیر۔ ڈیوداگ۔ تیماپور (کرناٹک)

وعدہ جات جوبلی فنڈ کی فوری ادائیگی کیلئے حضور پُرنور کی خصوصی ہدایات

جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بھارت و وعدہ کنندگان صدسالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کی اطلاع کے لئے عرض کیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی فوری ہدایات اور خطبہ ارشاد فرمودہ ۲۳ جنوری ۱۹۸۷ء کی روشنی میں مکرم ایڈیشنل وکیل المال لندن کی طرف سے جاری کردہ چٹھی ۲۰ مئی ۱۹۸۷ء کے ذریعہ یہ ارشاد موصول ہوا ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس خطبہ میں صدسالہ جوبلی فنڈ کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے ان وعدوں کی ادائیگی میں باقی رہ گئے عرصہ کی قلت کے باعث جوبلی فنڈ کے وعدوں کی جلد ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضور کا یہ خطبہ، اخبار بدر مورخہ ۵ مارچ میں شائع ہو چکا ہے۔ نیز بذریعہ سرکلر لیٹر جملہ جماعتوں کو قبل ازیں اپنے وعدہ جات جلد از جلد ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔

اگرچہ کئی سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ تب بھی وعدوں کا ایک بڑا حصہ قابل وصول ہے۔ صدسالہ جوبلی کا جشن ۱۹۸۹ء میں منایا جارہا ہے لیکن درحقیقت صدسالہ جوبلی فنڈ کے چندوں کی وصولی (یعنی وعدہ جات کی سو فیصدی ادائیگی) میں صرف ایک سال کا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔

نظارت ہذا کے ریکارڈ کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد اپنے وعدہ جات میں سے دس لاکھ سے زائد رقم قابل وصول ہے۔ بقایا جات کی اس خطیر رقم کو مدنظر رکھتے ہوئے جب تک ہم پوری طاقت اور توجہ سے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہر قیمت پر ہر ممکن کوشش نہ کریں گے یہ بقایا جات مقررہ مدت کے اندر اندر وصول ہونے ممکن نہ ہوں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے پاکستانی جماعتوں اور بیرونی ممالک کی جماعتوں کے مابین ناہمواری اور تفاوت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پاکستانی جماعتوں نے باوجود ناموافق اور جبر و تشدد کے حالات کے اپنے وعدوں کی ۶۰ فیصدی ادائیگی کر دی ہے۔ جب کہ بیرونی ممالک کی جماعتیں جو پُرامن فضا میں رہ رہی ہیں اور بہتر مالی وسائل بھی رکھتی ہیں نے صرف ۵۲ فیصدی ادائیگی کی ہے۔ اگر بروقت صحیح رنگ میں پوری تندہی سے کوشش کی جاتی تو وصولی کی پوزیشن بہت بہتر ہو سکتی تھی۔

حضور نے فرمایا کہ اب جوبلی فنڈ کے وعدہ جات کی ادائیگی میں صرف ایک سال باقی رہ گیا ہے۔ اس عرصہ میں وعدہ جات کی سو فیصدی وصولی ہونی ضروری ہے۔ لہٰذا حضور انور کے ارشاد کے مطابق آپ کو سخت محنت کر کے سال کے اندر اندر سو فیصدی صدسالہ جوبلی فنڈ کے وعدوں کی وصولی کرنی ہوگی۔

مزید برآں عرض خدمت ہے کہ ایک معقول تعداد ایسے احمدی نوجوانوں کی بھی ہوگی جنہوں نے ابھی تک وعدہ جات نہیں کئے۔ اور انہوں نے چند سال بعد ذرائع معاش پیدا کرنے کی ابتداء کی ہے۔ اُن سے رابطہ پیدا کر کے اور ان کی ہمت افزائی کر کے انہیں اس تحریک میں شامل کیا جائے۔ اور ان کے وعدے اور ادائیگی الگ طور پر نوٹ کر کے ان کی فہرستیں نظارت ہذا میں بھجوائی جائیں۔

اس سلسلہ میں حضور کے ارشاد سے ایک مرتبہ پھر آگاہ کرتے ہوئے جملہ عہدیداران و احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پیارے امام کی ہدایات کی تعمیل میں جلد از جلد صدسالہ جوبلی فنڈ کے وعدوں کی سو فیصدی وصولی اور نئے نوجوانوں سے وعدوں اور وصولی کے لئے کوشش کر کے خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں۔ اس تعلق میں نظارت ہذا کی طرف سے جماعتوں اور متعلقہ احباب جماعت کو انفرادی طور پر بھی بقایا جات کی ادائیگی کے لئے چٹھیاں ارسال کی گئی ہیں ۳۳

۳۳ اور کی جارہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب احباب جماعت کا حافظ و ناصر رہے اور اپنے وعدہ جات جوبلی فنڈ کی جلد از جلد سو فیصدی ادائیگی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

براہ مہربانی صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال اس سلسلہ میں ضروری کارروائی کر کے اس کے نتیجہ سے نظارت بیت المال آمد کو جلد مطلع کر کے ممنون فرمادیں۔

شکریہ۔ جزاکم اللہ۔

اس تعلق میں بہتر کارکردگی کرنے والی جماعتوں اور سو فیصدی ادائیگی کرنے والوں کی فہرست خاص طور پر دعا کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوائی جائے گی۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ بھارت کا آٹھواں سالانہ اجتماع

۷ر اور ۸ر اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۶ ہش (۱۹۸۷ء) کو منعقد ہوگا

عہدیداران و اراکین مجالسِ انصار اللہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے آٹھویں سالانہ اجتماع کے انعقاد کے لئے ۷ر اور ۸ر اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ ناظمینِ علاقہ اور زعماء کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس بابرکت روحانی اجتماع میں اپنی اپنی مجلس کے زیادہ سے زیادہ نمائندے بھجوانے نیز دعاؤں اور ظاہری تدابیر سے اجتماع کو ہر رنگ میں کامیاب بنانے کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے آمین

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ بھارت

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بھارت کا دوسرا سالانہ اجتماع

۹-۱۰-۱۱ر اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۶ ہش (۱۹۸۷ء) کو منعقد ہوگا

جملہ عہدیداران و کارکنات لجنات اماء اللہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دوسرے سالانہ اجتماع کے لئے ۹-۱۰-۱۱ر اکتوبر ۱۹۸۷ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرما دی ہے الحمد للہ۔ ہر لجنہ اس روحانی اجتماع کے موقعہ پر زیادہ سے زیادہ ممبرات بھجوانے کی کوشش کرے۔ نیز اجتماع کے مقابلہ جات میں حصہ لینے کے لئے زیادہ سے زیادہ لجنہ و ناصرات کی ممبرات کو لائحہ عمل ۱۹۸۷ء میں دیئے گئے نصاب کے مطابق تیاری کر کے لانے کی کوشش کریں۔

چندہ اجتماع:۔ جملہ لجنات جلد از جلد چندہ اجتماع شرح کے مطابق وصول کر کے مرکز میں بھجوائیں۔ شرح لائحہ عمل ۸۷ء میں درج ہے۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بھارت

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا دسواں اور مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا نواں

سالانہ اجتماع ۹-۱۰-۱۱ر اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کو منعقد ہوگا

قائدینِ مجالس و قائدین علاقائی اور جملہ اراکین خدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے دسویں اور مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے نویں سالانہ اجتماع کے انعقاد کے لئے ۹-۱۰-۱۱ر اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کی تاریخوں کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ اُمید ہے پہلے سے بڑھ کر اس اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھارت

ارشادِ باری تعالیٰ

لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ

ہر قوم کے لئے ہادی و رہنما بھیجا گیا ہے۔

(طالبِ دعا)

AUTOWINGS,

13-SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS-600004.

PHONES 76360, 74350

آٹو ونگس

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:۔ ماڈرن شو کمپنی ۶/۵/۳۱ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RESI. 273903

CALCUTTA-700073.

الخیر کلہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES. & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072.

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو ٭ کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCT
PLOT NO-6, GROUND FLOOR
OLD CHAKALA, OPP. CIGARETTE FACTORY
ANDHERI (EAST)

PHONS OFICE-6348179, RESI-629389

BOMBAY-400099.

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَالنَّاصِر

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں

الرؤف جیولرز

۱۶ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ شمالی ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر ۶۱۰۰۶۹

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِىْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

پیشکردہ: { کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میں، ایل روڈ بھدرک ۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی ۔ فون نمبر:۔ ۲۹۷ }

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!"

(ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محتاجِ دعا:۔ اقبال احمد جاوید مع برادران، جے۔ این روڈ ٹائمز اینڈ جے۔ این انٹرپرائسز

NO.75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J.C.ROAD, BANGALORE-560002.
PHONE NO. 228666.

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ (کشتی نوح)

M.MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6-ALBERT VICTOR ROAD, FORT.
GRAM:- MOOSARAZI
PHON:- 605558
BANGALORE-560002.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)	**گدلک الیکٹرانکس** انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی۔وی۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم)

فون نمبر:- 42916　　ٹیلیگرام:- ALLIED

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز۔ کرش ٹیوبی۔ ایون میل۔ برانا سپنیوس اور ہارلن ہو فرنس وغیرہ (پنجاب)

نمبر ۴ ۲/ ۲/ ۴/ ۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS.
SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD-500002.
PHONE NO. 522860.

"وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸)

AIR ®

CALCUTTA-6.

پیش کرتے ہیں:۔ آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!